بلوچستان صوبائی اسمبلی

مباحثات

(پنج شنبہ ۸ جون ۱۹۷۲ء)

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۱
۲	نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات۔	۲
۳	تحریک التواء (لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے سلسلے میں تحصیلدار بیلہ کی کوتاہی)	۵
۴	تحریک التواء (ڈپٹی کمشنر بیلہ کا ہتک آمیز سلوک)	۶
۵	تحریک التواء (وزیر آبکاری کا شراب پر پابندی کیخلاف اخباری بیان)	۱۱
۶	تحریک التواء (درہ بولان کے لیویز ملہ کی برطرفی)	۱۴
۷	قرارداد (سرداریت، قبائلیت اور جرگہ سسٹم کا خاتمہ)	۱۷

بلوچستان صوبائی اسمبلی

پہلی بلوچستان اسمبلی کے دوسرے اجلاس کی کارروائی

بروز پنجشنبہ ۸ جون ۱۹۷۲ء

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبرز (سابقہ ٹاؤن ہال کوئٹہ) میں زیر صدارت
سردار محمد خان باروزئی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
بوقت ۹ بجے صبح شروع ہوا

تلاوت کلام پاک و ترجمہ:
از مولوی شمس الدین ڈپٹی اسپیکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ط وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ
أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَأُولٰئِكَ
أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ
كُفَّارٌ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝

پارہ سیقول (۲) البقرہ ع ۱۸/۵

ترجمہ: تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں اور جو شخص خوشی سے کوئی امر خیر کرے حق تعالیٰ قدر دانی کرتے ہیں۔ اور اس کار خیر کرنے والے کی نیت کو خوب جانتے ہیں جو لوگ اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ واضح ہیں اور ہادی ہیں بعد اس کے کہ ان کو کتاب میں عام لوگوں

ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر دیں اور ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں۔ اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا۔ البتہ جو لوگ اسلام نہ لائیں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جائیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی ہمیشہ ہمیشہ اسی لعنت میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ ہونے پائے گا۔ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ اور جو تم سب کا معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی رحمٰن ہے اور رحیم ہے

مسٹر سپیکر۔

اب سوالات ہوں گے۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ۔

۷*۔ کیا وزیر صنعت و معدنی وسائل بتائیں گے کہ:۔

(ا)۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۱ء تک کوئلہ گندھک میگنیز فلورائٹ اور کرومائیٹ علیحدہ علیحدہ ہر سال ٹنوں میں بلوچستان میں کیا پیداوار تھی؟

(ب) یکم جنوری ۱۹۷۲ء تک ان میں سے ہر ایک معدنیات کی معدنی لیزوں کے ذریعہ جو رقبہ دیا گیا ہے وہ کل کتنے ایکڑ ہے

(ج)۔ یکم جنوری ۱۹۷۲ء تک ان میں سے ہر ایک معدنیات کے لئے کان کنی کے جو پراسپیکٹنگ لائسنس دیئے گئے۔ وہ علیحدہ علیحدہ کتنے ایکڑ تھے؟

(د)۔ سالانہ اوسط پیداوار ہر ایک معدنیات کی ٹنوں میں فی سو ایکڑ کے حساب سے جو معدنی لیز دیئے گئے ہیں۔ اور جو پراسپیکٹنگ لائسنس ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۱ء تک دیئے گئے کیا ہے؟

MINISTER FOR INDUSTRIES & MINERAL RESOURCES
(MR. AHMAD NAWAZ BUGTI)

So for as the Production of Minerals from 1965 to 1969 is concerned, relevent record pertaining to this Period, is lying at Lahore for which a representative of the Directorate of Mineral Development has been deputed and the same is expected to return with full details within a few days. However the figures, relating to the year 1970-71, are given as under :—

A		1970	1971
1)	Coal	8,64,218.10	8,30,144.00
2)	Sulphur	1,480.00	2,594.00
3)	Onyx Marble	27,028.00	11,518.00
4)	Manganese	22.00	90.00
5)	Flourits	604.10	4,694.00
6)	Chromite	27,926.00	29,856.00

(B)

1)	Coal	45,174.54
2)	Sulphur	1,448.00
3)	Onyx Marble	14,028.77
4)	Manganese	Nil
5)	Flourite	2,341.00
6)	Chromite	38,053.00

(C)

1)	Coal	64,174.51	ACORS
2)	Sulphur	3,971.09	,,
3)	Onyx Marble	31,415.82	,,
4)	Manganese	3,760.40	,,
5)	Flourite	26,153.61	,,
6)	Chromite	28,267.41	,,

(D)

As mentioned against answer of part "A" the details pertaining to this period from 1965 to 1969 can be given on receipt from Lahore. The figures relating to the year 1970-71 are given as under.

		1970	1971
1)	Coal	798.00	759.00
2)	Sulphur	38.40	47.08
3)	Onyx Marble	61.06	24.33
4)	Manganese	0.38	2.39
5)	Flourite	13.46	16.42
6)	Chromite	42.70	45.00

جام میر غلام قادر خان

کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کوئلہ، گندھک اور سنگ مرمر وغیرہ پر صوبہ بلوچستان اپنی طرف سے کس قسم کا ٹیکس عائد کرتی ہے؟

MINISTER FOR INDUSTRIES & MINERAL RESOURCES

On Sulphur or Onyx Marble, Which one ?

JAM GHULAM QADIR KHAN:-

I asked on three items

MINISTER FOR MINERAL RESOURCES

1)	Onyx Marble	20.00
2)	Chromite	5.00
3)	Sulphur	4.25

میاں سیف اللہ خان پراچہ

مسٹر سپیکر! میرے سوال کا مقصد یہ تھا کہ اس میں جیسے کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ کوئلہ کی فی سو ایکڑ پیداوار ۹۰۰ ٹن آتی ہے اور اس کے مقابلے میں مینگنیز کی فی سو ایکڑ دو ٹن اور کچھ ہنڈرڈ ویٹ آتی ہے مگر یہاں سے محکمہ نے لیز کی Holding پر Restrictions لگائی ہوئی ہیں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ ہمارے وزیر صاحب اس سوال کے جواب کو دیکھ کر یہ غور فرمائیں گے کہ یہ غلط قسم کی پابندی لگی ہوئی ہیں اس سے معدنیات ترقی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان پابندیوں کے خاتمے پر غور کیا جائے

MINISTER FOR MINERAL RESOURCES

We will do our best

مسٹر اسپیکر:-

میاں سیف اللہ خان پراچہ یہ Unstarred question (غیر نشان زدہ سوال) ہے

The Minister Concerned will lay its answer on the table.

MINISTER FOR MINERAL RESOURCES.

It is laid on the Table.

(ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸ پر)

Mr. Speaker :- Now adjournment Motions. First adjournment is from Jam Sahib.

Jam Ghulam Qadir Khan:- Sir, I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss a definite matter of recent occurrence and of urgent Public importance namely:-

The failure of Mr. Umrani, Tehsildar, Bela to take legal action against his nephew Manzoor Ahmed for trespassing in the house of Lady Health Visitor, Miss Zohra Ansari with the intention of criminally assaulting her.

مسٹر اسپیکر:-

آپ کو پہلے دوسرا Adjournment Motion پڑھنا تھا۔

Jam Ghulam Qadir Khan :- I have given notice on two Adjournment Motions, Sir.

مسٹر اسپیکر:-

تو ان کو ترتیب وار پڑھیئے۔ پہلے اس کو پڑھیں۔

Jam Ghulam Qadir Khan :- Sir, I ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the Assembly to discuss definite matter of urgent matter of public importance and of recent occurrence, namely, insulting behaviour of Nawabzada Jahandar Shah Deputy Commissioner, Lasbela in the Second fortnight of may 1972 when Maulana Ahmed, a resident of Bela Town called on Deputy Commissioner in his office in connectjon with his decided Petition Case.

مسٹر اسپیکر

اس میں جام صاحب کسی قطعی تاریخ کا تعین نہیں ہے

جام غلام قادر خان

تاریخ کا قطعی تعین ہے جی ۔

Mr. Speaker :- Second Fortnight of May ?

جام غلام قادر خان

جی ہاں ۔

مسٹر اسپیکر

آپ متعین طور پر کوئی تاریخ نہیں بتا سکے ؟

جام غلام قادر خان

تاریخ ۲۴ مئی لسبیلہ میں یہ واقعہ ہوا ہے

مسٹر اسپیکر

آپ کی اس Adjouranment Motion. میں اس تاریخ کا حوالہ ہونا چاہیے تھا ۔

Jam Ghulam Qadir Khan :- I have given the date as 2nd Fortnight of May 1972.

Mr. Speaker :- 2nd Fortnight is not a definite date Mir Jam Sahib.

اور اس میں دوسری بات یہ ہے کہ اس میں فوری پبلک اہمیت کی کوئی بات نہیں ہے اس لئے میں اس کو **out of order** قرار دیتا ہوں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ

تحریک التواء اگر چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈس مس ہوتی رہیں اور اس بات کی اجازت نہ ملی تو . . .

Leader of the House.

(Sardar Ataullah Khan Mangal). Point of order Sir; No member can challenge the ru ling of the Speaker Sir.

Mian Saifullah Khan Peracha :- I am not challenging the ruling of the Speaker,

Leader of the House :- You are challenging the ruling.

میاں سیف اللہ خان پراچہ

یہ تو وہی بات ہوئی کہ کسی نے کہا کہ میرا نام خدا بخش ہے ختم تو کرنے دو خدا بخش میں عرض کر رہا ہوں۔

قائد ایوان

You cannot challenge the ruling. آپ نے خدا بخش کہہ دیا ۔

Mian Saifullah Khan Peracha :- Let me speak, I am addressing the Speaker.

Leader of the H

<u>میاں سیف خان پراچہ</u>

تو عرض کر رہا تھا جناب کہ قانون اور رولز کے مطابق آپ کو پورا اختیار ہے مگر اپوزیشن کو چلانے کے لئے آپ مہربانی کر کے چھوٹے چھوٹے نکتوں میں سختی نہ کریں۔ تا کہ جمہوریت کا نام چلے

Mr. Speaker :- I have already given my ruling. Thank you very much for your suggestion.

Jam Ghulam Qadir Khan :- What about my second adjournment motion ? Your Ruling is required Sir.

Mr. Speaker :- You should read it again.

Jam Ghulam Qadir Khan :- Sir, I ask for leave to make a motion for the adjournment of the businees of the Assembly to discuss a definite matter of recent occurrence and of urgent Public importance namely the failure of Mr. Umrani, Tehsildar, Bela to take legal action against his nephew, Manzoor Ahmed for trespassing in the house of Lady Health Visitor, Miss Zohra Ansari with the intention of criminally assaulting her on 25. 5. 1972.

Leader of the House :- Sir, (i) The Honourable member, the mover of the motion , belonging to that Particular area and Particular Town, knows that Bela Town is "A" area. Being "A" area Mr. Umrani does not have any jurisdiction over "A" area. As far as the matter is concerned, it is the Police jurisdiction. So the basic allegation of the Honourable Member levelled again Mr. Umrani is not correct.

ii) As for the Police, it may be stated for your information, Sir, the case has been registered and the investigation is going on. The culprit will he brought to books if he is found guilty. This is [illegible] your information, Sir. But as far as the motion is concerned, this may is, I will request you Sir be declared out of orders. because it is not of any public importance and the Honourable Memember has, failed to give the exact date of occurrence. No, sorry, he did give the date of occurrence but he has not specified it to be of Public impartance and actually it is not of of Public importance. It can not be called to that category where the business of the House should be adjourned and the matter be taken up.

Therefore. Sir, I request that the motion may be ruled out of order.

Jam Ghulam Q[illegible] to the Honourable Leader of the House

ایوان کے لیڈر نے بتلایا ہے کہ یہ Jurisdiction پولیس کی ہے اور اس میں پولیس تحقیق کر رہی ہے۔ در اصل لیڈی سپرنٹنڈنٹ نے اپنی رپورٹ پولیس میں درج کرائی ہے اور پولیس نے جو وہی رپورٹ ناظم صاحب کو اور ناظم صاحب نے وہی رپورٹ تحصیلدار کو بھیجی ہے تحصیلدار نے اس رپورٹ پر واپس لکھ کر بھیج دیا کہ ملزم کو ڈانٹ ڈپٹ کر دی گئی ہے اور اس کے بعد اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

LEADER OF THE HOUSE Sir, this is not correct.

Jam Ghulam Qadir Khan :- Sir, this is carrect. I Suggest you may call for the record of Police which is still investigating the matter.

اور جہاں تک اس Motion کا تعلق ہے Recent occurrence کا تعلق ہے یا اہمیت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ پبلک اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ایک تو ہمارے علاقے کے اندر جیسا کہ جناب کو علم ہے لیڈی ڈاکٹرز کا فقدان ہے اور اگر کوئی معمولی ٹرینڈ نرس بھی ہمارے علاقے میں آجائے تو ہم اس کو غنیمت سمجھتے ہیں اگر اس قسم کے غیر شریفانہ واقعات رونما ہوتے رہے اور ایسے افراد کو تحفظ نہ ملا تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کوئی بھی فرد ان علاقوں کے اندر آجائے گا اور وہاں سروس کرے گا۔ لہذا میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ واقعہ انتہائی پبلک اہمیت سے متعلق ہے اور میں وزیر اعلیٰ سے توقع رکھوں گا کہ وہ ایسے حکام سے ضرور باز پرس کریں گے کہ جو اپنے اختیارات کو حد سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر

چونکہ ایف آئی آر درج کر دی گئی ہے اس لئے یہ معاملہ Subjudice ہو جاتا ہے اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ

جناب اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کر دوں۔

مسٹر اسپیکر:- جی ہاں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ:- یہ تو ٹھیک ہے مگر گورنمنٹ نے اس کے خلاف جو ایکشن نہیں لیا اس کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے ؟

مسٹر اسپیکر:- اس کے لئے ایف آئی آر درج ہے۔ اور وہ کیس رجسٹرڈ ہو گیا ہے

جام غلام قادر خان:- ایف۔ آئی۔ آر درج ہونے کے بعد۔

The case has been decided by the Tehsildar Sir

مسٹر اسپیکر:- آپ نے تو بات نہیں کی۔

جام غلام قادر خان The F. I. R. has been registered, but the decision has been taken Sir

LEADER OF THE HOUSE :- It is not correct. The case is registered and is still there and has not so far been dismissed. I do not know how the honourable member without knowing the facts is insisting on something.

JAM GHULAM QADIR KHAN :- Wether the culprit has been arrested ?

LEADER OF THE HOUSE :-
The investigation is still going on. As soon as the cuiprit is arrested he will be brought to the book.

Mr. Speaker :- Any how I have given my ruling.

میاں سیف اللہ خان پراچہ:- آپ نے جو یقین دہانی کرادی ہے۔

then we are satisfied Sir,

مسٹر اسپیکر:- اب مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی اپنی تحریک التوا پیش کریں۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی:- کل کے تازہ اور عوامی اہمیت کے حامل اس بیان پر بحث کی جائے جو وزیر آب کاری نے شراب پر پابندی کے خلاف دیا ہے اور جو اخبار مشرق کوئٹہ مورخہ ۵ رجون ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا ہے وہ بیان یہ ہے کوئٹہ ۴ رجون ......

مسٹر اسپیکر:- خان صاحب اس تحریک کو ایک دفعہ ایڈمیٹ ہونے دیں اسکے بارے میں میں یہ کہونگا کہ تحریک التوا کے نوٹس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک جو فارم ہوتی ہے اس پر نوٹس دیا جاتا ہے اسکے بعد اسکا Adjournment Motion ہوتا ہے تو آپ نے نوٹس نہیں دیا صرف اپنا matter دیا ہے اسلئے میں اسکو رد کرتا ہوں۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی:- پنجاب اسمبلی کی کارروائی میں یہ موجود ہے۔ اس قسم کا ایک نوٹس دیا گیا تھا جسے میں نے لکھا ہے نوٹس کے بعد میں نے لکیر ڈال دی ہے اسلئے یہ دونوں چیزیں الگ ہوگئیں نوٹس الگ اور ریزولیشن ....

مسٹر اسپیکر:- نوٹس کی ایک فارم ہوتی ہے قبلہ! آپ اپنے ساتھی جام صاحب کی Adjournment Motion تو پڑھیں اسکی ایک باقاعدہ فارم ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد نوٹس کا نفس مضمون جدا ہوتا ہے۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی : جناب عالی! میں نے وہ فارم بھی دیکھا ہے بعض لوگ فارم میں قانون یا رولز میں لکھے ہوئے الفاظ دہراتے ہیں میں نے اسکا مفہوم اور معنی پیش کر دیئے ہیں کہ بیان تازہ کی ہے اور پبلک اہمیت کا حامل بھی ہو نوٹس کے فارم جیسی دو چیزیں آپ کے آفس میں لائی پڑتی ہیں وہ میں نے اردو میں لکھ دیا ہے۔

مسٹر اسپیکر: بہر حال میں اسے رد کر چکا ہوں آپ اپنا دوسرا Adjournment Motion پڑھیں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ: جناب اسپیکر! عرض یہ ہے کہ آپ اپنی رولنگ دینے سے پہلے ہماری بھی گذارش سن لیا کریں۔ اسکے بعد جب رولنگ دیدیں گے ....

مسٹر اسپیکر : آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائیگا

میاں سیف اللہ خان پراچہ : اچھا جی!

خان عبدالصمد خان اچکزئی : محترم! دوسرا ایڈجرنمنٹ میں نے آپکو اس فارم میں دیا ہے۔ میں آج کے اجلاس کا التواء اس غرض سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ژوب لورالائی میں امن وامان قائم رکھنے کیلئے مقررہ عملہ لیویز کی ایک کثیر تعداد کو گذشتہ ہفتہ یک قلم ملازمت سے برطرف کرکے بے روزگاری کے حوالے کیا گیا ہے جو حالیہ واقعہ اور پبلک اہمیت رکھنے والا معاملہ ہے۔

مسٹر اسپیکر : آپکی عبارت کچھ ہے۔ اور آپ نے یہاں جو نوٹس دیا ہے وہ کچھ اور ہے۔

مسٹرعبدالصمدخان اچکزئی:۔ سیکریٹری صاحب ! آپ کے پاس کون نوٹس ہے ؟

مسٹر اسپیکر:۔ (قائدایوان سے) آپ کچھ کہنا پسند کرینگے ؟

قائدایوان:۔ جناب میں اس تحریک التوا کی مخالفت کرتا ہوں اور اسکی تین وجوہات ہیں

۱۔ سب سے پہلے یہ کہ یہ recent occurrence کا معاملہ نہیں ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ اس میں پبلک اہمیت کا کوئی عنصر نہیں پایا جاتا۔ Public importance اسمیں involve نہیں ہے

۳۔ تیسرے اگر Merit کی بنیاد پر دیکھا جائے تو معزز محرک نے Facts میں جانے کی یا تو دانستہ کوشش نہیں کی یا انہیں حقائق سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ تقرری عارضی یعنی چھ ماہ کیلئے تھا۔ چونکہ وہ میعاد ختم ہوگئی اور اسکا مقصد بھی چونکہ جنگ سے تھا اور جنگ ختم ہوگئی ہے اسلئے انہیں رکھنا بے مقصد ہوگا لہذا ان کا رکھنا مناسب نہیں۔ اور یہ Maintain چونکہ Purely Defence Point of View سے ہوئی ہے اور اسکے اخراجات بھی فرنٹیئر کور کی گورنمنٹ برداشت کر رہی تھی مرکزی حکومت نے ابھی اب تک ان اخراجات کی کوئی توثیق نہیں کی کہ وہ مزید اخراجات دینگے یا نہیں۔ چونکہ اب وہ مقصد ختم ہوگیا اسلئے معزز ممبر کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ انکی بھرتی ہی عارضی طور پر تھی اور چھ مہینے کیلئے تھی اور چھ ماہ کی میعاد تیس جون کو ختم ہو رہی تھی اسلئے اس میعاد میں مزید توسیع نہیں کر سکتے۔ اگر معزز ممبر صاحب مزید بھی کچھ فنڈز دیں تو ہم ایسے اور بھی خیراتی ادارے کھول سکینگے جہاں لوگوں کو پالینگے۔ فی الحال ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔

خان عبدالصمدخان اچکزئی:۔ جناب سپیکر صاحب ! اسمبلی کے گزشتہ اجلاس کے بعد جو بھی واقعہ ہوتا ہے وہ ہمارے لئے تازہ ہے اور یہ تو بالکل ہی چار پانچ دن کی بات ہے کہ ان آدمیوں کو بلاکر انکو

نوٹس دیا گیا کہ تمہیں نوکری سے سبکدوش کیا جاتا ہے۔ دوسری بات قائد ایوان نے یہ کہی کہ واقعہ کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ آپ کی توجہ آج کل کے ملک کے قوانین کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ ایک آدمی ، ایک نجی کارخانہ دار ایک زمیندار اور ایک دکاندار اپنے ملازمین کو متبادل ملازمت مہیا کرنے اور پوری قانونی حیثیت کی جانچ پڑتال کئے بغیر ہٹانے کا مجاز نہیں ہے۔ چہ جائے کہ گورنمنٹ اس پورے گروہ کو اور ان کے بچوں کو روزی کے مخصوص ذریعہ سے محروم کر دے۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے یہ اہمیت والا واقعہ نہیں ہے؟ جہاں تک تیسری بات کا تعلق ہے یہ صحیح ہے کہ ان کو عارضی بنیاد پر بھرتی کیا گیا تھا لیکن عارضی بنیاد پر بھی اتنے آدمیوں کو جب بھرتی کیا جاتا ہے اور ان کی ساتھ ملازمتوں اور کام سے کھینچ کیا جاتا ہے تو ایک اچھی حکومت اور ایک اچھے آجر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ان کے مستقبل کا خیال کرے اگر ان کی ملازمت چھ مہینے کیلئے تھی تو کم از کم ایک مہینہ پہلے اس پر سوچا جاتا اور ان کو نوٹس دیا جاتا کہ تمہیں فلاں وقت ہم ملازمت سے نکال دیں گے اچانک کسی اطلاع کے بغیر ان کو الگ کرنا مناسب نہیں تھا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ مرکزی حکومت کی منظوری سے بھرتی ہوئے تھے تو کیا وزیر اعلیٰ صاحب سنٹرل گورنمنٹ کے ہر ملازم کو تنخواہ نہ ملنے پر ڈس مس کر دیتے ہیں ؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ جو سنٹرل گورنمنٹ کا ملازم آپ کے پاس کام کرتا ہے اگر اس کی منظوری نہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اسے چلتا کر دیا جائے آپ کے پاس مرکزی حکومت کے قیدی ہوتے ہیں کیا ان کے متعلق بھی آپ پوچھتے ہیں کہ اس شخص کی میعاد قید فلاں تاریخ کو ختم ہو رہی ہے اس کی روٹی پانی اخراجات وغیرہ ہمارے پاس ختم ہو رہا ہے ، اس بارے میں حکومت کی کیا مرضی ہے کیا اس طرح سے خدا کی اس نے کسی حکومت کے بارے میں پوچھا گیا ؟ اور مرکزی گورنمنٹ نے انکار کیا کہ ہم پیسے نہیں دیتے اور پھر ان قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ؟

Leader of the House :- I think it has been admitted and we are discussing the matter.

مسٹر اسپیکر: نہیں جی اسکی Admisibility پر بات ہو رہی ہے۔

قائد ایوان: Admisibility کے متعلق تو میں نے عرض کر دیا ہے اگر یہ Admit

پڑھا جائے ہم اس کی details اور Merits پڑھا جائیگا

مسٹر اسپیکر I give the ruling please یہ واقعہ اسلئے پبلک اہمیت کا نہیں ہے کہ ان ملازمین کو جنکو نکالا گیا ان کو پہلے ہی یہ علم تھا کہ انکی ملازمت عارضی ہے۔ ملازموں کو جب علم ہو کہ انکی ملازمت عارضی ہے اور پھر اس وقفہ کے بعد جب وقفہ کیلئے انہیں ملازم رکھا جاتا ہے۔ نکال دیا جائے تو اس کی کوئی پبلک اہمیت نہیں رہتی Therefore, I rule it out of order

(سیکریٹری صاحب سے مخاطب ہو کر) یہ ایک چھٹی کی درخواست ہے۔ سیکریٹری صاحب! آپ اسے پڑھیں۔

Secretary :- The following Telegramme has been received from Nawabzada Yousuf Ali Khan Magsi M.P.A. Cannot attend the Session still hospitalised Medical Certificate follows.

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ غیر حاضری کی اجازت دی جائے ؟

(سب ارکان نے یک زبان ہو کر کہا "جی ہاں")

(اجازت دے دی گئی ہے)

مسٹر اسپیکر:- میاں صاحب! آپ نے قواعد و ضوابط میں ترمیم کا ایک نوٹس دیا ہے جو کہ ایجنڈے میں شامل ہے۔

میں آپ کی معلومات کیلئے بتا دوں کہ (قاعدہ نمبر ۳۴) میں گورنمنٹ نے ترمیم کر دی ہے۔ تو کیا آپ پھر بھی اپنی تحریک پیش کرینگے۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ:- برائے مہربانی بتائے کہ کیا ترمیم کی گئی ہے ؟

مسٹر اسپیکر - آپ کی میز پر ہے -

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- ٹھیک ہے جی! جب گورنمنٹ نے تین کے بجائے پانچ کر دی ہیں تو میں اپنی تحریک پیش نہیں کرتا۔

مسٹر اسپیکر :- مس فضیلہ عالیانی اپنی قرارداد پیش کرینگی -

میاں سیف اللہ خان پراچہ - Point of order Sir :- میری کل کی تحریک التواء پر مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

مسٹر اسپیکر - رولز کے مطابق آج کی کارروائی ختم ہونے سے دو گھنٹے پہلے یعنی ۱۱ بجے اس پر بحث ہوگی

میاں سیف اللہ خان پراچہ - اچھا شکریہ جناب

مس فضیلہ عالیانی :- جناب اسپیکر! میں۔۔۔ یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ بلوچستان کے سماجی ڈھانچے میں سرداریت، قبائلیت جرگہ سسٹم جیسے استحصالی اقدامات کیوجہ سے جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں انکو ختم کرنے کیلئے ایسے ترقی پسندانہ اقدام کئے جائیں جن سے بلوچستان کے عوام کو سماجی، معاشی اور معاشرتی طور پر آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہوسکیں اور آئندہ چل کر استحصال سے محفوظ رہ سکیں

جناب اسپیکر! خوش قسمتی سے قرعہ میرے نام نکل آیا اور میں اپنی تحریک کی مزید وضاحت کرنے کا موقع .....

مسٹر اسپیکر: آپ نے قرارداد پیش کر دی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ قرارداد یہ ہے کہ یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ بلوچستان کے سماجی ڈھانچہ میں سرداریت، قبائلیت، جرگہ سسٹم اور استحصالی اقدام کی وجہ سے جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ختم کرنے کیلئے ایسے ترقی پسندانہ اقدام کئے جائیں جن سے بلوچستان کے عوام کو سماجی، معاشی اور معاشرتی طور پر آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہو سکیں اور آئندہ چل کر استحصال سے محفوظ رہ سکیں۔ اب کوئی بولنا چاہے تو بول سکتا ہے۔

مس فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جب انگریزوں نے غیر منقسم انڈیا پر قبضہ کر لیا وہاں قابض ہونے کے بعد انہوں نے اپنے لئے ایجنٹس کی تلاش شروع کر دی۔ انگریزوں نے میر جعفر وغیرہ کی طرح ملک دشمن عناصر ڈھونڈے اور ان سے اپنے مفاد کے مطابق کام لینا شروع کر دیا۔ یہ میر جعفر قسم کے لوگ جو انہوں نے ڈھونڈے تھے ان سے وہ عوام کا استحصال کراتے تھے اور عوام کا خون چوستے تھے آخر کار انگریزوں نے اپنی توجہ I mean they diverted their attention towards Baluchistan. اور یہاں پر بھی انہوں نے ایسے ہی ایجنٹس اور کچھ ایسے Selected Sardars تلاش کئے جو یہاں ان کا کام چلا سکتے تھے۔

جام غلام قادر خان: Point of Order Sir, کیا یہ ضروری ہے کہ ایک معزز رکن کی طرف براہ راست اشارہ کیا جائے؟

مسٹر اسپیکر: کس کی طرف اشارہ ہوا ہے؟

جام غلام قادر خان: یہ سردار اور دوسرے حضرات جو ہیں

مسٹر اسپیکر: سردار تو بہت سارے ہیں Let her Speak Jam Sahib.

محترم آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے۔

مس فضیلہ عالیانی : جناب اسپیکر! They Selected few Sardars for themselves جو ان کا کام کرتے رہے آپ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سبھی سردار انکے ایجنٹ تھے بلکہ

I mean they conquered all the Sardars but there were just a few Sardars who were controlled by the British Regime.

اور اس زمانے میں کچھ ایسے سردار بھی تھے جنہوں نے آزادی کی تحریک شروع کی اور میرے نزدیک اس قسم کے سردار قابل صد تحسین ہیں۔

جناب اسپیکر! انگریز تو ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن انہوں نے اپنے کچھ ایسے ایجنٹ ..... یہاں پر چھوڑ گئے جو کہ انکا کام چلاتے رہے اور ایسے سرمایہ داروں کو اپنے قبضے میں لے لیا جو یہاں کے عوام کا استحصال کرتے رہے۔ اور غریب کسانوں کا خون چوستے رہتے تھے۔ غریبوں کا استحصال کرتے اور یہاں کی دولت کو غیر ممالک میں بھیجتے رہے۔ درحقیقت بلوچستان کی غربت اور پسماندگی کے ذمہ دار یہی ایجنٹس ہیں جنہوں نے یہاں کا استحصال کیا اور پھر ایسے لوگوں نے اسلام آباد میں بیٹھ کر مارشل لا کے ذریعے یہاں کے عوامی نمائندوں کو جیل بھیج دیا اور عوام کے استحصال کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ ان ایجنٹوں کو دراصل اقتدار و آسائش نصیب ہوا جبکہ اکثریت کو تکلیف میں جان بوجھ کر مبتلا رکھا گیا۔ یہاں تک کہ انہیں انسان بھی نہیں سمجھتے تھے انکی نظروں میں انسان صرف سرمایہ دار ہوتے تھے۔

جناب اسپیکر! یہ سرمایہ دارانہ ذہنیت کا وطیرہ ہے کہ انسان تو ہے کا مشینری سے کمتر ہے اسلئے ایک سرمایہ دار ہمیشہ ایک انسان کو مشین سے کمتر سمجھتا ہے وہ اس مزدور سے اس کیلئے زیادہ سرمایہ کما سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دار بلوچستان میں صنعت کو فروغ دینے اور سرمایہ کاری کو پسند نہیں کرتے کیونکہ انہیں بخوبی علم ہے کہ بلوچستان کے عوام اپنے حقوق اور حصہ زبردستی حاصل کرنے کیلئے قربانی دینا جانتے ہیں جیسے کہ مارشل لا کے خلاف تحریک چلائی اور اسے ختم کر کے رکھ دیا۔ انہی لوگوں میں چند ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو کہ سردار ہیں لیکن یہ وہ سردار ہیں جو عوام کے نمائندے ہیں اور وہ عوام کا استحصال زیادہ دیر تک نہیں دیکھ سکتے تھے۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی: Point of Order میرے خیال میں محترمہ کاغذ سے پڑھ رہی ہیں۔

مس فضیلہ عالیانی: جی نہیں I have got my points بہرحال سرمایہ دار جو کہ یہاں کی معدنیات کا نفع کماتے ہیں۔ میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ بلوچستان کا سرمایہ کسی اور صوبے میں لیجا کر انڈسٹری قائم کرنے کے بجائے یہاں پر ہی صنعت لگائیں اور یہاں کے لوگ جو اتنے پسماندہ ہیں وہ بھی باقی صوبوں کے لوگوں کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔ کیونکہ بلوچستان کے لوگ بھی اچھی زندگی گذارنے کا حق رکھتے ہیں۔ صرف سرمایہ دار یا دوسرے صوبوں کے لوگ اچھی زندگی گذارنے کے حقدار نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر! اب میں سرداری اور سرداری سسٹم کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اس سلسلے میں یہ عرض کرونگی کہ کسی کا سردار ہونا جرم نہیں ہے۔ اگر عطا اللہ یا خیر بخش ایک سردار گھرانے میں پیدا ہوئے تو یہ نظام قدرت تھا قابل نفرت ذات سردار نہیں ہوتی بلکہ سردارانہ ذہنیت سے متعلق ہے جس سے انسانوں کے یا اس قبیلہ کے انسانوں کے حقوق کی پائمالی ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر! حضرت ابوطالب اور حضرت عمرؓ بھی سردار تھے حضرت عمر ایک قبیلے کے نہیں بلکہ ایک قوم کے سردار تھے لیکن عام انسانوں کی طرح وہ چٹائیوں پر سوتے تھے اور راتوں کو نکل کر دیکھتے تھے کہ کوئی انسان بھوکا تو نہیں اور وہ ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ لوگوں کے مسائل کو حل کریں۔ جہاں تک قبائلی سسٹم اور جرگہ سسٹم کا سوال ہے میں معزز ممبران سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اسے انگریزوں نے اپنے مفاد کیلئے رائج کیا تھا۔ آزادی کے بعد مارشل لاء کے ذریعے عوام کی خدمت نہ کرنے والوں نے بدستور یہ نظام رائج رکھا وہ اب بھی اپنے کو پاکستان کا خدمت گار کہتے ہیں لیکن وہ اصل میں انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اور یہاں کے لوگوں کا استحصال کرتے رہے ہیں جبکہ یہ کالا قانون نفس لاقانونیت کا دوسرا نام ہے اور اسے بہرحال ختم ہونا چاہیئے لیکن میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ انگریزوں کا دیا ہوا یہ جرگہ سسٹم تو جلد ختم ہو جائیگا۔ اگر ایک قوم اپنے مرا کز اپنے

ــــ جدا نہیں کرسکتی ۔

مسٹر اسپیکر: مس فضیلہ کیا آپ سرداری کے حق میں بول رہی ہیں ؟

مس فضیلہ عالیانی: جی نہیں میں یہ کہتی ہوں کہ ایک سردار یا سرمایہ دار ہے ہم اسلئے نفرت نہیں کرتے کہ وہ سردار یا سرمایہ دار ہے بلکہ اسکے کردار سے نفرت کرتے ہیں - یا اس کے کردار کی تعریف کرتے ہیں - اب یہاں پر بھی ایسے سردار اور سرمایہ دار ہیں جو کہ عوام کے نمائندے ہیں لیکن وہ کچھ کرکے عمل دکھائیں کہ واقعی وہ عوام کے نمائندے ہیں اور اب عوام کا استحصال نہیں کرینگے - صرف یہ کہنا کہ کرینگے وہ کرینگے کافی نہیں ہے - They should do it practically.
ہم کسی کی ذات سے نفرت نہیں کرتے بلکہ اسکے کردار سے نفرت کرتے ہیں ایسے بھی سردار ہیں جنہوں نے عوام کے لئے جدوجہد کی تاکہ مارشل I mean they were the one's who got rid of

Martial Law and brought democracy in the Country.

Now I think such Sardars who took such bold steps, are really to be

praised and commended.

اور ایسے ہی سردار عوام کے حقوق کیلئے لڑے اور جیل گئے - انہوں نے بے شمار قربانیاں دیں - اگر شیخ عبداللہ کو آزادی کشمیر کا علمبردار کہا جا سکتا ہے تو یہ سردار جو جیل میں رہے آزادی کی جدوجہد کے علمبردار کہلائے جا سکتے ہیں - اپوزیشن کے کچھ ممبر عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں وہ محض سرداروں کو دھوکہ دے رہے ہیں

I mean they criticise the Sardars just for the sake of Criticism.

Main Saifullah Khan Peracha :- Point of Order Sir.

Is she talking on the resolution or we are discussing

the members of the opposition. ?

Mr. Speaker:- She is speaking on resolution.

مس فضیلہ عالیانی : میں اس وجہ سے سرداروں پہ تنقید کرتی ہوں کہ وہ پھر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر سے ان سرمایہ داروں کیلئے راستہ ہموار کرتے ہیں تاکہ وہ پھر آئیں اور عوام کا استحصال کر سکیں اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ انگریزوں کے ایجنٹوں کے آلہ کار ہیں جو کہ قیام پاکستان کے بعد بھی برسر اقتدار حکومت کے وجود سے بلوچستان کے عوام کا استحصال کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور اب عوام کو اس علاقے کے حقیقی نمائندوں سے جدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ دوبارہ استحصال کرنے کیلئے انہیں موقع مل سکے لیکن اب ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اب عوام بیدار ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں ہم سب کا اولین فرض ہے کہ عوام کو آگاہ کریں اور انہیں بیدار کریں تاکہ سرداروں کے ایجنٹس کو موقع نہ دیا جائے جن سے دوبارہ اس صوبے کے لوگوں کا استحصال ہو سکے۔

جناب اسپیکر! میرے خیال میں جس طرح اسمبلی کا ممبر ہونا باعث عزت ہے اسی طرح سردار ہونا بھی باعزت ہے لیکن اگر کوئی ممبر اپنے عہدے اور مرتبے کا ناجائز استعمال کرتا ہے تو وہ قابل نفرت ہے اور اسی طرح اگر کوئی اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا ہے وہ بھی قابل نفرت ہے

Mr. Speaker:- Miss Fazila, I request you to try to wind it up now.

Miss Fazila Alyani :- I would request you to give me

some time because I mean ....

میاں سیف اللہ خان پراچہ : ٹائم انکو دیدیجئے

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی :- دیدیں۔

مس فضیلہ عالیانی : جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے کہا کہ ایک ممبر یا ایک سرمایہ دار اگر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہیں کرتا ہے تو وہ I mean he should be praised and appreciated in the same manner.

اگر کوئی سرمایہ کار اپنے سرمایہ کو اچھی طرح سے استعمال کرے اور بجائے شراب و دیگر عیاشیوں پر خرچ کرے۔ If the Industrialist and capatilist spends his meney on some better purpose that Industrialist and Capatilist should be appreciated and praised

جناب اسپیکر! میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے قبل یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ بلوچستان میں بعض ایسے علاقے ہیں جہاں پر سرمایہ داری سسٹم اور جرگہ سسٹم بے انتہا چل رہا ہے۔ آپ سابق ریاست خاران کی مثال لے لیجئے وہاں پر جائیداد تقسیم ہو رہی ہے اور اسی طرح میں دیگر والیان ریاست کو بھی request کرتی ہوں کہ وہ اپنی ریاستوں کی جائیداد حقداروں میں تقسیم کر دیں تاکہ وہ ثابت کر سکیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں کیونکہ خدا بھی کہتا ہے کہ اگر کوئی انسان کہے کچھ اور کرے کچھ تو وہ مشرک ہے۔

جام غلام قادر خان : Is it Parliamentary language to call an

honourable Member of this House as "Mushrik"?

مسٹر اسپیکر: مشرک تو شرعی لفظ ہے۔

Jam Ghulam Qadir Khan. Is it allowed in the Assembly? Is there any such practice Sir?

مسٹر اسپیکر: آپ اسکو کسی ریزولیوشن کے ذریعہ کالعدم قرار دیں مشرک تو ایک شرعی لفظ ہے مشرک مومن مسلمان وغیرہ جیسے الفاظ قرآن و احادیث میں اکثر استعمال ہوتے ہیں

قائد ایوان: لیکن جام صاحب اس لفظ کو اپنے آپ سے کیوں منسوب کر رہے ہیں؟

میر شاہنواز خان شاہلیانی: "مشرک" بہت پیارا لفظ ہے۔ کافر اور ظالم کیلئے استعمال ہوا ہے
تین آدمی ایسے ہیں جن پر لعنت کی گئی ہے۔

(۱)۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَے الْمُشْرِکِیْنَ
(۲)۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَے اُلْکَاذِبِیْنَ
(۳) لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَے الظَّالِمِیْنَ

مسٹر اسپیکر: اب تو ازالہ ہو گیا جی۔

مس فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! وہ لوگ جو شخص سرداروں کے خلاف عوام کو بھڑکا رہے ہیں وہ خود یہ جانتے ہیں کہ وہ سمگلنگ کے ذریعے یہاں کے لوگوں کا استحصال کرتے رہتے ہیں اور یہاں کا مال باقی صوبے اور غیر ممالک میں بھیجتے رہتے ہیں۔

جناب اسپیکر! اپوزیشن کے ایک ممبر جو یہاں موجود ہیں اور جنکی میں بہت ہی قریبی عزیز ہوں میں جب چھ ماہ کی تھی تو میرے والد کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے اسکے بعد مجھے دیکھنا تک گوارا نہ کیا۔ شاید میری عزت کیوجہ سے اور بہت عرصہ کے بعد جبکہ میں ....

مسٹر اسپیکر: مس فضیلہ۔ آپ پرسنل نہ ہوں

مس فضیلہ عالیانی: تو جناب اسپیکر! وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم عوام کے حقوق لیکر دینگے

There is a saying that the charity begins at home.

وہ اپنے گھر میں ثابت کرکے دکھائیں کہ واقعی ان کے دل میں ہمدردی ہے تو پھر انہیں مانیں گے اور ایسے لوگ جو کہ شخص کسی Personal grounds کی وجہ سے سرداروں پر نکتہ چینی کرتے ہیں ٹھیک نہیں۔

جناب اسپیکر! اب ضرورت اس بات کی ہے کہ استحصالی نظام اور معاشی بے انصافی عملی طور پر ختم ہو اور نظریاتی انقلاب لایا جائے تاکہ اخلاقی، مذہبی اور سماجی قدروں کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم ہو۔ اور دیانتدار اور مخلص تنظیمیں دن رات ایک کرکے محنت کریں تاکہ بلوچستان ایک مثالی صوبہ بن جائے سرمایہ داری، جاگیرداری، سرداری اور جرگہ سسٹم کا خاتمہ جلد ہو۔

Mr. Speaker, I was not making any Personal attack, I mean I never mentioned any body's name.

مسٹر اسپیکر: پرسنل تو ہوگیا تھا آپ اپنے موضوع پر زیادہ توجہ دیں

مس فضیلہ عالیانی: جی بہت اچھا

مسٹر اسپیکر: آپ کے ریزولیوشن کا جو Theme ہے اسی پر زیادہ توجہ دیجئے۔ آپ نے اپنی بات اور اپنے رشتہ داروں کی بات کرکے بحث کو کچھ Personal بنا دیا تھا

مس فضیلہ عالیانی: I wanted to prove that Charity should begin at home.

مسٹر اسپیکر: عمومی انداز میں کہیں۔

وزیر تعلیم (میر گل خان نصیر): عالیجاہ! ریزولیوشن میں چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جنکو بلوچستان کی معاشی اور معاشرتی ترقی کیلئے خطرناک یا اسکے راستے میں رکاوٹ سمجھا گیا ہے جنمیں سرداریت، قبائلیت، جرگہ سسٹم اور وہ تمام استحصالی اقدام ہیں جو کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ روا رکھے گئے ہیں

جناب والا! جہاں تک سرداریت کا سوال ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ نظام اس دور میں جب کہ بلوچستان قبائلی دور میں تھا جبکہ یہاں کی معاشی حالت اس حد تک آگے نہیں بڑھ سکتی تھی ایک مفید اور کارآمد ذریعہ ہوسکتا تھا لیکن بعد ازاں جب انگریز آگئے اور انکو بلوچستان کے غیور عوام کو اپنی غلامی میں ابدی طور پر رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہاں کے حالات کا صحیح تجزیہ کرنے کے بعد ایک چیز ان پر ظاہر ہوگئی کہ سرداری ایک ایسا آلہ ہوسکتا ہے جو اپنے قبائل اور عوام کو ان کی غلامی کے طوق کے نیچے رکھ سکتا ہے چنانچہ جب کبھی انگریزی استعمار نے سرداروں کو اپنے حق میں استعمال کرنا شروع کیا اس دن سے لیکر ہمارے محترم سردار بجائے اس کے اپنے کو قبائل کے نمائندے اور اپنی قوم کے خدمت گار تصور کرتے انہوں نے اپنے کو قبائل کا آقا اور مالک سمجھا

اور قبائل کو اپنا غلام سمجھنا شروع کر دیا جس سے جیسا کہ ظاہر ہے ہماری ترقی کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں اور مشکلات حائل ہوگئیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ یہ آئی کہ سردار اپنے آقاؤں کے کہنے پر اسے کبھی برداشت نہیں کرتے تھے کہ انکا کوئی قبائلی شخص کوئی قبائلی لڑکا تعلیم حاصل کریگے اور کل وہ اس قابل ہو کر سردار کے سامنے اور سردار کے ساتھ ایک ہی جگہ بیٹھے یا سردار کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بات کرے اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہمیشہ ان علاقوں میں جہاں سرداریت زیادہ سخت اور مضبوط تھی وہاں تعلیم کے تمام راستے مسدود کر دئے گئے جسکا آثار اب تک بھی نظر آتے ہیں اور تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ جاہل رہے انکو ملازمتوں میں آگے بڑھنے کا موقع نہیں مل سکا انکو تجارت اور دوسرے ذرائع سے استفادہ کرنے کی سہولت نہیں مل سکی وہ پسماندہ رہے اور اس پسماندگی کا نتیجہ یہ نکلا کہ انکو سرداروں کے ظالمانہ احکامات اور تشدد کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا سردار کی طاقت خود اپنی نہیں تھی بلکہ سردار کی پشت پر وہ انگریزی سامراج تھا جس نے سردار کو زندہ رکھا تھا لیکن ہمیں یہاں پر تسلیم کرنا پڑے گا کہ سرداری نظام کو ختم کرنے کیلئے بھی جب پہلی تحریک شروع ہوئی تو اسکی رہنمائی بھی ایک سردار زادے نے کی۔ جناب یوسف علیخان مگسی مرحوم، وہ شخص اول تھے۔ جنہوں نے اس نظام کی خامیوں کا اندازہ لگایا اور انہیں نمایاں کیا اور انکو مٹانے کیلئے میدان عمل میں کود پڑے آج بلوچستان جس رنگ میں ہمارے سامنے ہے۔ یہ بلا شبہ یہ نواب یوسف علیخان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور انکے ساتھیوں کی قربانیوں کا ثمر ہے۔

جناب والا! جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ ابتدا میں بری چیز نہیں تھی سردار بری اس دن بن گئے جب ایک استعماری طاقت کے ایجنٹ بنے اسکے بعد جب عوام کا ذہنی شعور بھی بیدار ہوا تو خود سرداروں میں بھی شعور پیدا ہوگیا تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اسطرح سرداروں میں سے اس قلعہ کو توڑنے کیلئے مجاہد پیدا ہوئے لیکن اسکے باوجود بھی جو ڈھانچہ اس وقت موجود ہے ہم اسے بلوچستان کیلئے قابل قدر یا ایک یادگار کے طور پر باقی نہیں رکھنا چاہتے جب تک اس ملک میں سرداری رہیگی بلوچستان کے عوام مختلف ٹکڑوں میں بٹے رہیں گے۔ اور ہر ٹکڑے کا جدا جدا سردار ہوگا۔ وہ اپنے اپنے ٹولے کی طرف داری کرتا رہیگا اور یہ قوم تعلیم اور دوسری معاشی و معاشرتی بلندیوں کی طرف نہ بڑھ سکے گی۔ لہذا اس Resolution کو پیش کرنے کا مقصد یہی ہے

کہ بلوچستان میں سرداریت جو دم توڑ رہی ہے اسکو ابد الآباد تک کیلئے ختم کیا جائے ۔ دوسری چیز جرگہ سسٹم ہے جو سرداریت کیلئے لازم ہے اگر سرداریت رہے گی تو جرگہ سسٹم اسکے ساتھ رہیگا اور اگر جرگہ سسٹم رہیگا تو اسکے لئے سردار کا ہونا لازم ہے ۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں سردار اقتدار میں اس وقت تھا جب کہ جرگہ میں اسے ایک قانونی حق دیا گیا تھا کہ وہ جرگہ میں بیٹھ کر لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کرے

عالیجاہ! آج اس مقدس ہاؤس میں ایسے ممبر صاحبان بیٹھے ہیں ۔ جنہیں معلوم ہے کہ اس زمانے میں جرگہ سسٹم وہ نہیں تھا جو آج ہے ان دنوں جرگہ سسٹم ایک لٹکی ہوئی تلوار تھی جو ہر زمانہ میں ان آزادی پسند اور غریبوں کے سر کاٹنے کیلئے ہر وقت لٹکتی رہتی تھی جو سردار کی تابعداری سے ذرا بھی اختلاف کرتے اور یہ نا بعداری دراصل حکومت انگلشیہ کی نا بعداری تھی اور اسی وجہ سے بلوچستان کے قبائیلیوں نے مجبوراً سرداروں کے آگے سر جھکا دیا تھا۔

سردار جب جرگہ میں بیٹھے تو ہر سردار یہ جانتا تھا کہ آج اگر زید اس سردار کے خلاف اٹھتا ہے اور میں اس سردار کی حمایت نہیں کروں گا اور زید کا سر کچلنے میں سردار مذکور کی مدد نہیں کرونگا تو کل میرے ساتھ بھی یہی ہوگا میرے خلاف بھی کوئی ایسا "باغی" کھڑا ہوگا اور مجھے اس سردار صاحب کی امداد حاصل نہیں ہوگی ۔ لہٰذا یہ سمجھوتہ بازی کا ایک طریقہ تھا اور ان فیصلوں سے ہمارے معزز سردار صاحبان فیصلے دیکر عوام کا گلہ گھونٹتے تھے ۔ تو جرگہ سسٹم بلاشبہ بلوچستان کی راہ آزادی میں، یہاں کے عوام کی ترقی کی راہ میں اور انہیں انسانی قدروں کی طرف لیجانے کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے لہٰذا اس ضمن میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ جرگہ سسٹم کو بھی اس ملک سے ختم کردیا جائے یہ بات کہ جرگہ کی بجائے ......

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی : مقرر صاحب نے دو تین مرتبہ اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ سرداری نظام کو ختم کیا جائے ۔ جرگہ کو ختم کیا جائے ۔ کیا یہ موشن دے رہے ہیں ؟

مسٹر اسپیکر : یہ تقریر کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم : میں اس ریزولوشن پر تقریر کر رہا ہوں جس میں مس فضیلہ عالیانی نے ڈیمانڈ کیا ہے کو سرداری نظام اور جیرگہ سسٹم کو ختم کر دیا جائے تاکہ بلوچستان کے عوام کو سماجی اور معاشرتی طور پر آگے بڑھنے کے مواقع حاصل ہو سکیں۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی : یہ وہ طریقہ سمجھا رہے ہیں یا اس طریقے سے ختم ہوگا؟

وزیر تعلیم : بعض چیزیں جو میرے سامنے آئی ہیں میں ان کی خامیاں بیان کر رہا ہوں .... اور ساتھ ہی یہ درخواست ہے کہ اگر معزز ممبر صاحب مجھے موقع دیتے تو یہ کہنے والا تھا کہ جیرگہ سسٹم کو ختم کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے یہ اس معزز ایوان کے ارکان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ فیصلہ کریں .... اور جو فیصلہ وہ کریں گے انشاء اللہ ہم اس کا معاون و مددگار رہیں گے۔

چوتھی چیز ہے استحصالی اقدام۔

جناب والا! اس ملک میں صرف انگریز نہیں آئے اس ملک میں انگریزوں نے آکر صرف یہاں کے نوابوں، سرداروں اور خانوں کو اپنے ایجنٹ کے طور پر استعمال نہیں کیا بلکہ اپنے ساتھ ایک ایسا گروہ ایک ایسا طبقہ بھی لے آئے جو کہ یہاں کے عوام کو کچلنے کیلئے، یہاں کے عوام کو دبانے کے لئے سرداروں سے بھی زیادہ انگریزوں کے لئے کارآمد ہو سکتے تھے۔ یہ گروہ جب اس ملک میں آیا تو اس گروہ کی پرورش کے لئے اور اسے زندہ رکھنے کے لئے۔ انگریز شاہی نے ان حضرات کی ہر طرح سے لیثت پناہی کی۔ ہر طرح سے ان کی امداد کی۔ بلوچستان کے تمام ذرائع پیداوار کو جو کہ آگے چل کر اس قوم کے لئے گزارہ کے اسباب بن سکتے تھے۔ اُن پر انہیں اقتدار اور

قبضہ دلایا۔ مثلاً۔ یہاں کی ملازمتوں پر قبضہ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ۱۹۳۵ء
پاسے ۱۹۴۷ء تک ۹۹٪ فیصد ملازمتیں ان حضرات کے ہاتھ میں تھیں اس زمانہ میں

یہاں پر چھوٹا بڑا جتنا بھی کاروبار تھا وہ ان حضرات کے ہاتھ میں تھا نہ یہاں اس زمانے میں
جو معدنیات تھی اور جو ڈیگاری کول مائنز وغیرہ کے نام سے نکلتے تھے ان کے بارے میں عرض ہے

کہ مجھے خود ریاست قلات کی ملازمت کے سلسلے میں وہاں جانے کا موقع ملا وہاں کوئلہ کی دس
بیس کانیں ہوتی تھیں۔ سب ان صاحبان کے ہاتھ میں تھیں۔ لہذا بلوچستان کے تمام ذرائع پیداوار

اس گروہ کے ہاتھ میں تھے جو بلوچستان کی تحریک آزادی کے مجاہدوں
کے سر کچلنے کے لئے اور بلوچستان کے عوام کو کھوکھلا رکھنے کے لئے استعمال ہوتا
تھا ان کو زندہ رکھنے کے لئے اور طاقتور بنانے کیلئے یہ ذرائع ان کے قبضہ میں دیئے

گئے تو جناب والا! آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں، کہ وہ تخم جو انگریزوں نے اس
سرزمین میں کاشت کیا۔ اس کا ثمر آج بھی آپ کے سامنے ہیں آج بھی

جو سرمایہ دار طبقہ بلوچستان میں ابھرا ہے۔ وہ طبقہ بلوچستان کی معدنیات
کو بلوچستان کے تمام وسائل کو استعمال کر رہا ہے بلوچستان کے

عوام کا خون چوس کر یہاں سے باہر اپنی ملوں اور فیکٹریوں کو
بڑھانے میں اور توسیع کرنے میں یہ رقم استعمال کر رہا

ہے ان کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جن کے
آباؤ اجداد انگریزوں کی فوج کے ساتھ بلوچستان کے
عوام کو غلام بنانے اور ان کا استحصال کرنے کے
لئے اس سرزمین پر تشریف لائے تھے تو جناب والا!

مسٹر اسپیکر: آپ نے دس منٹ تک بولنا تھا اب پندرہ منٹ ہونے لگے ہیں۔

وزیر تعلیم: I am sorry Sir. میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب والا۔
سرایہ چاہے جس کا بھی ہو چاہے وہ کسی بلوچ کا ہو کسی آباد کار ہو کسی پشتون کا ہو سرمایہ داری ہر حالت میں ایک زہریلا بل ہے جو عوام کو تڑپنے نہیں دیتا۔ عوام کو آگے بڑھنے نہیں دیتا کیونکہ اس نظام سے ایسے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جس سے کہ ایک شخص مستفید ہو سکے۔ لہذا ایک شخص کے مستفید ہونے کی بجائے عوام کا زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان ذرائع پیداوار سے استفادہ کرنا بہتر ہوگا۔ اور ان الفاظ کے ساتھ چونکہ وقت تھوڑا ہے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور اس ریزولیوشن کی تائید کرتا ہوں۔

مولوی شمس الدین: نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ
قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ۔

معزز اسپیکر صاحب: آیات کریمہ تلاوت کی گئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں تمام مخلوقات کو میں نے پیدا کیا ہے ایک مرد سے جو کہ آدم ہے اور ایک عورت سے جو کہ حوا ہے اور تمہیں مختلف قبائل میں اسی واسطے رکھا ہے کہ لتعارفوا تاکہ آپس میں تمہارا تعارف ہو اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ تمہارے میں سے نیک شخص وہ ہے۔ جو کہ فحاشی نہ ہو بدکار نہ ہو بلکہ متقی ہو پرہیزگار ہو۔ اس آیت کریمہ کے تحت یہ نظام جو کہ اب پیش ہوا ہے یعنی سرداریت قبائلیت اور جرگہ سسٹم اگرچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سردار کا لفظ اسلام میں لایا ہے جیسا کہ سورہ قصص میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

{ پارہ ۲۶
سورۂ حجرات رکوع ۲ }

جو قوم ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی اس پر احسان کریں۔ اس قوم کے لوگوں کو سرداری و ریاست بخشی۔ ریاست و سرداری اللہ تبارک و تعالےٰ بخشتے ہیں ایسے لوگوں کو جو متقی اور پرہیزگار تھے۔ وہ بے شک سردار ہیں۔ وہ بے شک قوم کے نمائندے ہیں مگر وہ استحصال پسند جو اپنے آپ کو سردار کہلواتے ہیں۔ ان کو اللہ تبارک و تعالےٰ فرعون و ہامان کہتے ہیں۔ وہ دراصل سردار نہیں جن کی تعظیم کی جائے بلکہ وہ سردار ہیں کہ ان کو دار پر لٹکایا جائے اس لئے کہ فرعون و ہامان کا حشر یہی تھا۔ آج جو سرداریت ہم پر مسلط کی گئی ہے کوئی بیرونی طاقتیں ان کے درپردہ ہم پر ظلم و ستم کر رہی ہیں مگر اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ بیرونی طاقتیں درپردہ ان کو Support کر رہی ہیں تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس شخص کو سردار کہا اور اسلام میں اس کا نام سردار ہے جو قوم کا صحیح نمائندہ اور ترقی پسند ہو۔ اور نخش قسم کا سردار نہ ہو۔ اور اس شخص کو فرعون اور ہامان کا ساتھی کہا جاتا ہے جو استحصال پسند ہو اور ترقی پسند نہ ہو۔ سردار کا لفظ اسلام میں تو آیا ہے مگر جس کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ وہ ہم نہیں سمجھے ہیں۔ سرداری ذہنیت بری ہے۔ سرداری بری نہیں۔ مریض کے مرض سے تو نفرت کی جاتی ہے اس بنا پر کہ مرض ہے مگر مریض جو دراصل انسان ہے اس سے نفرت نہیں کی جا سکتی تو اسی واسطے یہ بھی سرداری نظام کا نتیجہ ہے۔ جس کا خمیازہ ہم آج بھگت رہے ہیں کہ ہمیں گروہ در گروہ کرنے کے لئے طاقتیں استعمال ہو رہی ہیں۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالےٰ

فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک ہی آدم و حوا سے تمہیں پیدا کیا ہے تمہارا کوئی امتیازی فرق اور نشان نہیں ہے۔ قبیلے صرف اس لئے ہیں، کہ اگر ایک شخص زید نامی دروازے پر دستک دیتا ہے۔ اور نوکر جا کر پوچھتا ہے کہ تم کون سے زید ہو۔ دنیا میں تو بہت سارے زید ہیں، تو وہ کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں قبیلے سے تعلق رکھنے والا زید ہوں، یہ قبیلہ کا نام جو اس نے رکھا ہے۔ یا امتیازی نشان جو دیا گیا ہے۔ وہ دوسرے زید سے ممتاز کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ حالانکہ انسانوں میں جو کہ سب آدم اور حوا سے ہیں کوئی فرق نہیں اور سب ایک ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ قبائلیت کے بارے میں بھی قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ مگر قبائلیت ایک انسان کی امتیازی اور قابل فخر چیز نہیں ہے۔ وہ صرف تعارف کے لئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اس بناء پر جب سرداریت کو اور قبائلیت کو ہوا دی گئی اور یہ غلط استعمال ہوئے اس کے پیچھے غلط طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ تو ان کے نتیجے میں ہمیں یہ جرگہ سسٹم بھی ملا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سارے پاکستان میں ایسا محدود قانون ہو جس کی حدیں مقرر ہوں مگر بلوچستان کے عوام پر ایسا قانون لاگو کیا گیا ہو جس کی حدیں مقرر نہ ہوں بلکہ وہ انسانی ذہن کا کرشمہ ہو جیسا کرنا چاہے کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سلسلے میں حکم فرماتے ہیں کہ میرے احکام کے ہوتے ہوئے اگر کوئی فیصلہ انسانی ذہن سے کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ جرگہ سسٹم ہم پر مسلط کیا گیا ہے وہ شخص فاسقوں میں سے ہے۔ وہ منافقوں میں سے ہے۔ اور جو شخص احکام الٰہی کا بالکل منکر اور نافذ نہ کرنے والا ہو اس کو کافر کہا گیا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ط

اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ط

اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ظالم ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ط

اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل فاسق ہیں۔

یہ تین مراتب اللہ تبارک وتعالےٰ نے اسی واسطے بیان کیئے ہیں کہ جو شخص ان سے قطعاً منکر ہو اور نافذ بھی نہ کرنا چاہتا ہو اس کو کافر کہا گیا ہے۔ اور جو شخص منکر تو نہ ہو مگر یونہی ٹال مٹول کرنے والا ہو اور نفاذ کی طاقت بھی اس کے ہاتھ میں ہو اس کو منافق اور فاسق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا ایسے جتنا عوام کا استحصال ہوا ہے اور جتنا بھی انہیں آگے ترقی کے لئے انہیں نہیں چھوڑا گیا وہ اسی بنا پر کہ سرداری کو غلط طریقہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ اور قبائلیت کو جو ہوا دی جا رہی ہے۔ وہ دراصل ایک بہت بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے درمیان نفاق پیدا کرنے کے لئے سازش کی جا رہی ہے اور جرگہ سسٹم جو ہم پر مسلط کیا گیا ہے۔ وہ دراصل قرآن اور احکام خداوندی کو چھپانے اور ان سے دور رکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ سرداریت ایسی ہو جیسے کہ حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبائلیت اسی قسم کی ہو جیسے کہ ایک رومی ہے۔ اور ایک حبشی ہے مگر امت میں سب برابر ہیں۔ وہ ایک ہی جگہ بستے ہیں۔ ان کا ایک ہی مشن ہے اور جرگہ سسٹم کے نعم البدل میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ احکام خداوندی جو چودہ سو سال پہلے سے نافذ ہیں اور ان کا وجود اب تک موجود ہے۔ وہ فرسودہ نہیں ہیں۔ وہ قیامت تک رہیں گے انہی احکامات خداوندی کو بروئے کار لا کر انسان کو اللہ تعالےٰ سے قریب لایا جائے۔ اس پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور سفارش کرتا ہوں کہ بلوچستان سے سرداریت اور جرگہ سسٹم کو ختم کیا جائے۔

مولوی محمد حسن صاحب:۔ جناب اسپیکر۔
خدا کی رحمت اس حکومت پر برستی رہے گی۔

مسٹر اسپیکر:۔ مولوی صاحب! مائیک کو اپنی طرف کر کے پھر بولئے۔

مولوی محمد حسن صاحب:۔ میں اس حکومت سے یہ کہوں گا کہ انگریزوں کے زمانے سے یہ سرداریت، قبائلیت اور جرگہ سسٹم جاری ہے اور پچیس سال ہو چکے ہیں۔ کہ بلوچستان

برسوں کالے قانون کی مصیبت چھائی رہی ہے اب موجودہ حکومت نے شریفانہ قدم اٹھایا ہے اس لئے خدا کی رحمت اس ملک پر برستی رہے گی۔ مگر میرا مقصد یہ ہے کہ اگر اس پر اور رحمت برسے تو کیا حرج ہے۔ قرآن مجید میں رب العالمین نے فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور صاحبوں حکم کے تم میں سے پس اگر جھگڑ و تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اس کو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے (پارہ ۵ سورہ نسآء رکوع ۵)

اور جس مسئلے پر تمہارا جھگڑا پیدا ہو جائے تو خدا اور رسول کی کتاب سے پوچھو تو میرا سوال موجودہ حکومت سے یہ ہے کہ اگر اس ملک میں اسلامی قانون رائج ہو جائے تو اچھا ہے کیونکہ پاکستان اگر دارالاسلام ہے۔ تو قانون بھی اسلام کا ہی ہونا چاہیے اور قانون جو دنیا میں بنتے ہیں۔ تو قانون تحفظ حقوق المسلمین اور غرباء کے حقوق کی تحفظ کے لئے بنایا جاتا ہے۔ آپ خود خیال کریں کہ خدا کا قانون بہتر ہوگا یا انسان کا۔ سب مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ خدا کا قانون انسان کے قانون سے بہتر ہے تو میں اس حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہم سب ممبروں کو چاہیئے کہ وہ حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو خدا کے لئے سب آپس میں اتفاق کر کے اسلامی قانون بنائیں اور اسے جاری کریں تو اس طرح سے خدا کی رحمت اس حکومت پر برستی رہے گی۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب!

مجھے جب معلوم ہوا کہ سرداری کے خلاف ایک تجویز اسمبلی کے سامنے پیش ہو رہی ہے اور اُسے میری بھتیجی مس نفیلہ عالیانی پیش کر رہی ہیں، تو مجھے بڑی خوشی ہوئی کیونکہ ان کے والد ایک ایسے آدمی تھے جن کا اس ملک کی آزادی اور آزادی کے لئے تحریک میں بہت بڑا حصہ تھا اور جو سرداری اور غلامی کے یہاں تک مخالف تھے کہ انہوں نے متحدہ ہندوستان میں ایک منفرد مثال قائم کی۔ انہوں نے ملازم ہوتے ہوئے بھی مرض الموت سے کچھ دن پہلے جب انہیں "خان صاحب" کا خطاب دیا گیا تو انہوں نے اُسے مسترد کر کے واپس کر دیا۔ یہ تھے جام نور اللہ خان (مرحوم) جب میں نے ریزولیوشن پڑھا اور اس کے بعد مس عالیانی کی تقریر سنی تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ امانت اس مجاہد کی لڑکی کے سپرد نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ ریزولیوشن سرداری کو ختم کرنے کیلئے تو کجا اس کو دوامی بنانے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں ایک جگہ بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ سرداری کو، جرگہ کو، سرمایہ داری کو اور ان برائیوں کو ختم کیا جائے بلکہ اگر مجھے اجازت ہو تو جیسے اسپیکر صاحب نے کہا کہ شرعی الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں تو ایک نہایت ہی گہری "منافقت" کے ساتھ ان چیزوں کو ختم کرنے کے بجائے ان کے اثرات میں بعض تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے تجویز کی گئی ہے ان کے اثرات کو کم کرنے کے لئے تجویز پیش کی گئی ہے جس کے معنی انہیں سدھار کر دوامی بنانے کی کوشش کی گئی ہے یہ کام میری بھتیجی سے لیا گیا ہے اور ان کی پیروی میں جو دوسرے حضرات بولے ان میں محترم گل خان نصیر کی تقریر پر مجھے اس لئے افسوس ہوا کہ ان کا علم، ان کا تجربہ، ان کی معلومات اور ان کے جذبات اسی لعنت کے دوام کیلئے استعمال ہوئے جس کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے جوانی سے اب تک محنت کی ہے۔ دوسری تقریر جس میں ایک بہت بڑا مغالطہ ہے وہ مولانا شمس الدین صاحب کی ہے کہ کسی بھی چیز کو، کسی بھی رواج کو، کسی بھی قاعدہ کو دوامی بنانے کے لئے اسے ایک آئیڈیل سے منسوب کرنا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم لوگ سردار دو عالم کہتے ہیں اس لئے سرداری مولوی صاحب کے فلسفہ کے مطابق ایسی چیز ہو گی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا یہ بڑا مغالطہ ہے یہاں سرداری

کا وہ مفہوم نہیں ہے جو قرآن شریف میں آیا ہے۔ یہاں سرداری کا ایک متعین مفہوم موجود ہے وہ شخص جو بقول میر گل خان نصیر صاحب جرگوں میں بیٹھ کر عوام کی آزادی کو کچلتا ہے۔ اور غریبوں کا گلا گھونٹتا ہے۔ اس کو سردار کہتے ہیں۔ وہ شخص جو غریبوں سے۔ ان لوگوں سے جن کے بدن پر چیتھڑا بھی نہیں رہا ہے۔ لے بجار کے نام سے، ساجھی کے نام سے، مشک کے نام سے اور پتہ نہیں کن کن لاتعداد ٹیکسوں کے نام سے ان کا استحصال کرتا ہے۔ وہ ہے سردار۔ وہ اشخاص جن کے مسلح ایجنٹ جن کے گرگے، جن کے سپاہی آج اور اس وقت بھی بلوچستان کے مختلف علاقوں میں مشہور ہیں کہ وہ اپنے غریب لوگوں سے سردار کیلئے بجار کے نام پہ پیسے وصول کرتے ہیں یہ ہوتا ہے سردار۔

سردار کا لفظ کہاں اور کس طرح سے استعمال ہوا ہے۔ قرآن شریف میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ہمارے روزمرہ زبانوں میں ہم لوگ سردار کو جیسے میں نے کہا بڑے بڑے آدمیوں کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہاں وہ مفہوم متعین ہے سردار وہ شخص جو انگریزوں کے ذلیل مقاصد کی تکمیل کے لئے تنخواہ وصول کرتا ہے۔ سردار وہ شخص ہے جیسے ہماری ہائی کورٹ نے دو مقدموں میں ایک سردار محمد شہی کی اپیل میں اور ایک جمعدار ولی محمد کی اپیل میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ وہ باقاعدہ سرکار کا ملازم ہے۔ بلوچستان کا واسطہ ان سرداروں سے ہے۔ بلوچستان کا واسطہ نہ حضرت عمر سے ہے اور نہ حضرت عثمان سے ہے۔ یہ سردار جیسا کہ میرے ساتھی گل خان نصیر صاحب نے نرم الفاظ میں کہا، بالکل انگریزوں کی تخلیق تھے۔ ان کو انگریزوں کے وقت یہاں تک حمایت حاصل تھی کہ میرے سامنے مستونگ کے ایک جرگہ میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ اپنے بھائی کے قاتل کی پیروی کرتے ہوئے سردار کے شہر میں داخل ہوا۔ حرم کعبہ کا تقدس تو مسلم، لیکن مودودی صاحبان! جن بنچوں پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں جن لوگوں کے اشاروں پر آپ تقریریں کر رہے ہیں، اور انہیں فرشتہ ثابت کر رہے ہیں ان میں یہ تقدس بھی ہے کہ سردار کے شہر میں اگر کوئی آدمی اپنے بھائی کے قاتل کے تعاقب میں بھی داخل ہوگا تو وہ مجرم ہوگا اور اس شخص کو سال سے زیادہ عرصہ جیل میں گزر چکا تھا۔ سرداروں نے ہمارے ہاں کیا کیا ہے اور کیا کرنے کا ارادہ ہے اس کی ایک بڑی تاریخ ہے آج بھی آپ جائیں بالکل نہ کسی کی

بات سینیں نہ کسی کی کتاب پڑھیں، آپ کسی مری کے گاؤں میں جائیں کسی سے بات نہ کریں صرف ادھر ادھر دیکھ کر فیصلہ کریں کہ جس نظام کے تحت اس گاؤں کے لوگ رہ رہے ہیں وہ کس قسم کا نظام ہے یہاں موجودہ سردار صاحبان کی بڑی تعریفیں ہوئیں۔ ان کے کردار کی تعریفیں ہوئیں۔ موجودہ سردار صاحبان میرے دوست ہیں۔ ان میں سے بہت سارے میرے ساتھی رہے ہیں۔ ہمارے اچھے تعلقات ہیں لیکن ان کے تحت جو لوگ رہ رہے ہیں ان کی حالت دیکھنی ہو تو جھالاوان میں جاکر دیکھئے، بگٹی علاقے میں جاکر دیکھئے، اور تو اور کسی جیل میں جاکر دیکھئے، سرداروں کی امت یعنی قوم سب سے زیادہ مظلوم اور سب سے غلام ہے۔ ہمارے سرداروں میں ہمارے ممبروں میں سے چند ایک نے اپنے قوم کو ایوب خان کے ساتھ لڑایا اور لڑائی کے بعد ایک سمجھوتہ ہوا۔ اس لڑائی کی نوعیت اس لڑائی کا کردار، اس لڑائی کا مقصد اس سمجھوتہ سے واضح ہوتا ہے۔

یہ سمجھوتہ جناب اسپیکر صاحب :

اس بات کے لئے نہیں ہوا کہ ہمارے علاقے میں شہری حقوق بحال کئے جائیں۔ ہمارے علاقے میں مناسب قانونی سہولتیں دی جائیں۔ ہمارے علاقے میں مناسب تعلیمی سہولتیں دی جائیں، ہمارے علاقے میں مناسب علاج معالجہ کا انتظام کیا جائے۔ اگر اس طرح ہوتا تو ہم یہ کہتے کہ یہ جنگ عوام کے لئے لڑی گئی۔ لیکن کوشش کی گئی کہ سمجھوتے میں شق ڈالی جائے کہ ہمیں اپنے دادا جیسی مراعات ملے۔ ہمارے ہاں کوئی گورنمنٹ ادارہ کوئی تھانہ، کوئی تحصیل، کوئی اسکول، کوئی شفاخانہ اور کوئی سڑک نہ ہو جیسا کہ ہمارے باپ دادا کے وقت میں تھا۔

<u>مسٹر اسپیکر</u> :- خان صاحب پندرہ منٹ ہوگئے۔ آپ نے دس منٹ بولنا تھا۔

<u>مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی</u> :- جناب عالی :

میں آپ کی توجہ ایک نکتہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان بھر کی اور اس کے بعد پاکستان بھر کی اسمبلیوں کا یہ دستور رہا ہے کہ قطع نظر اس کے کہ کس کی تعداد کس قدر ہے۔ اسمبلی کا ٹائم حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان برابر تقسیم ہوتا ہے۔ اگر آپ بھی اس قانون پر عمل کریں کہ ہمیں ان

حزب اقتدار کے چوہ آدمیوں کے مقابلے میں کچھ بولنے دیں تو ہمیں اپنے مقصد کی وضاحت کرنے کا موقع ملے گا۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو یہ ہو سکتا ہے کہ حزب اختلاف میں سے کسی ممبر کی باری نہ آئے اور سارا دن حزب اقتدار کے لوگ ہی تقریر کرتے رہیں۔

(اس موقع پر اسمبلی ہال کی بجلی بند ہو گئی)

بجلی فیل ہو گئی۔ کوئی بات نہیں یہ تو آج کی ایجاد ہے ہم ایسے ہی گزارا کر لیں گے۔

تو ہم لوگ اس سمجھوتہ کی بات کر رہے ہیں جس کی وجہ سے لڑائی جاری رہی جس کی بنا پر ظلم ہوتا رہا۔ غریب آدمی مرتے رہے سوال یہ تھا کہ سرداری دادا کی طرح ہو یا باپ کی طرح جہاں جہاں والد کے وقت تحصیل تھانے تھے وہی رہیں گے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ چنانچہ لڑائی ہوتی رہی آخر کار سمجھوتہ یہ ہوا کہ ان کی سرداری ان کے والد کے دور کی طرح ہونی چاہیئے۔ ان کے والد کے زمانے میں جو تھانے یا سڑکیں تھیں وہی موجود رہیں گے۔ اور کوئی نئی سڑک تعمیر نہیں کی جائے گی حالانکہ انگریزوں کے وقت میں نواب صاحب مری کو بگٹی کے مقابلے میں کوئی قابل ذکر رسوخ حاصل نہیں تھا نواب مری خود اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اگر یہ چاہتے تو مری کے علاقے میں بھی تعلیم عام ہوتی جیسا کہ پشین، گلستان اور فورٹ سنڈیمن میں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نیت ہی نہیں ہے کیونکہ سردار اندھیرے میں ہی ترقی کر سکتا ہے۔ سرداری صرف جاہلوں پر کی جا سکتی ہے پڑھے لکھے لوگوں پر سرداری نہیں کی جا سکتی۔

سرداری نظام کو خان آف قلات نے ختم کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں خان کی ریاست ختم ہو گئی۔ لیکن سرداری نظام قائم رہا۔

بگٹی کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا سردار ان کا خدا ہے۔ اس علاقے میں انتخابات کے دوران سرداروں کے ساتھ دو دو سو مسلح آدمی گھومتے تھے۔ اور عوام نے ان کے خوف سے انہیں ووٹ دیا۔ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں مری بگٹی کی جتنی آبادی تھی اس سے دوگنا ووٹروں کی لسٹ بنائی گئی اور ایک لاکھ اٹھائیس ہزار (۱،۲۸،۰۰۰) ووٹر درج کیے گئے اور اس پر بھی یہ شکایت کی گئی کہ پندرہ بیس ہزار افراد ووٹر نہیں بن سکے۔ اس الیکشن کو کس طرح لڑا گیا۔ جو پولنگ آفیسر مری بگٹی میں مقرر کیے گئے تھے انہوں نے واپس آ کر حکومت کو یہ تحریری رپورٹ دی کہ اس علاقے میں پولنگ

نہیں ہوئی اس کے باوجود یہاں یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

یہ سرداری ہے اور سرداری کا نظام جرگہ ہے اور اگر اس ریزولیوشن کو پیش کیا جاتا کہ ہم سرداری نظام کی تمام سابقہ برائیوں کو بھول سکتے ہیں تو یہ صریحاً منافقت ہوگی میں نیپ کے ساتھ کافی عرصہ کام کر چکا ہوں ان کے منشور میں سرداری نظام کو ختم کرنا تھا۔ لیکن آج جب ان کو اقتدار مل گیا ہے تو ان کا کردار آپ کے سامنے اور تمام ملک کے سامنے واضح ہو گیا ہے۔ کہ وہ کیا چاہتے ہیں بس ہمارے پاس اب ایک امید کی کرن ہے اور وہ یہ ہے کہ بلوچ عوام میں بھی بیداری آ رہی ہے جعل جھانسے کے جاگیردار خواہ وہ گورنر ہو یا نہ ہو کیونکہ اب عوام ان سے متاثر نہیں ہوں گے۔

مسٹر اسپیکر :۔ یہ ایک قرارداد ہے آپ Relevent رہنے کی کوشش کریں۔

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی :۔ اچھا جناب ایک دو منٹ میں بات ختم کرتا ہوں سرمایہ داری اور انگریزوں کے ایجنٹوں کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ یہ معاملہ تو ان کے ہاتھ میں ہے جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے اس کے خلاف کیوں حکم جاری نہیں کرتے۔ ستر اور دو ہزار پنجابی ملازم جا رہے ہیں ان کی اصل تعداد چھ ہزار ملازم ہے اگر ہماری حکومت سختی کے ساتھ عمل کرے تو ہماری گردن آزاد ہو سکتی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا جانے والوں سے کہا جائے گا کہ نہ جاؤ۔ سارے ایوان میں صرف سیف اللہ خان پراچہ مراعات یافتہ ہیں۔ آپ ان کی منت سماجت کریں گے کہ تم رہو، سرمایہ داروں سے کہیں گے کہ خدا کے واسطے یہاں آؤ اور ہم تمہیں ہر قسم کی سہولتیں فراہم کریں گے بڑے بڑے لوگوں نے رات کی تاریکی میں سیف اللہ خان پراچہ کے گھر کے پھیرے کئے ہیں۔ اگر یہ ان کے جھانسے میں آ جاتا تو یہ بھی آج ہمارے ساتھ نہ ہوتا۔

سیف اللہ خان پراچہ :۔ خان صاحب آپ مجھے کیوں ڈسکس کر رہے ہیں۔؟

مسٹر عبدالصمد خان اچکزئی : آپ کے نام پر ہمیں گالیاں ملی ہیں

جام میر غلام قادر خان : جناب والا اس نصیلہ عالیانی نے جو قرارداد پیش کی ہے میں چند بنیادی اصولوں کے تحت اس کی مخالفت کرتا ہوں یہ قرارداد سستی شہرت اور داد تحسین حاصل کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے۔ اس کا نہ کوئی مفہوم ہے نہ کوئی مقصد ہے۔ اس قرارداد میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ وہ سرداری نظام ہٹا کر اس کی جگہ کس قسم کے نظام کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں یا سرمایہ دارانہ نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بلوچستان کے تمام علاقوں میں ملک کا عام قانون کا نفاذ کیا جائے جن علاقوں میں تعلیم کا فقدان ہے وہاں تعلیم عام کی جائے ملک کے کسی قانون کا اطلاق ان علاقوں پر نہیں ہوتا تو جناب صدر۔ اگر واقعی ہم صحیح معنوں میں سرداری نظام کو ختم کرنا چاہیں جیسا کہا گیا ہے کہ سرداری لعنت ہے اور ہم ترقی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہمیں جذباتی نہیں ہونا چاہئے اب یہ دیکھنا ہے کہ موجودہ جرگہ سسٹم کیا ہے یہ وہی سسٹم ہے جو پرانے وقتوں میں تھا۔ حالانکہ جرگے کے ممبران منتخب کئے جاتے ہیں اور ڈپٹی کمشنر کسی کو بھی جرگہ کا ممبر منتخب کر سکتا ہے اور ممبر صرف رائے پیش کر سکتے ہیں۔ اگر جرگہ کے ممبر ثابت شدہ بات بھی پیش کریں تو پھر بھی انصاف ادھورا رہ جاتا ہے میں ان برائیوں اور اچھائیوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ بعض سردار جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتے ہیں۔ ان کے علاقہ میں نہ کوئی سڑک موجود ہے نہ کوئی ہسپتال اور نہ ہی کوئی اسکول۔ نونہال بچے تعلیم حاصل کرنے کے بجائے بندوقیں لئے پھرتے ہیں۔ اگر ہم عوام کے ساتھ مخلص ہیں تو ہمیں حالات کو صحیح طور پر دیکھنا ہوگا۔ جیسا کہ مولوی شمس الدین صاحب نے کہا کہ خدا اور رسول کے احکام سے بہتر کوئی آئین نہیں ہو سکتا میرا بھی یہی مطالبہ ہے کہ بلوچستان میں شرعی نظام نافذ کیا جائے اگر وہ اس نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ان علاقوں میں سول عدالتیں قائم کریں۔ بلوچستان کے عوام کو پیشی کے سلسلے میں مکران اور لس بیلہ سے اپنے کیسوں کے سلسلے میں کوئٹہ آنا پڑتا ہے۔ اور یہاں پر پھر انہیں تاریخیں دی جاتی ہیں۔ کہ تین دن بعد آؤ، پندرہ دن بعد آؤ۔ اور یہ خرچ ہمارے غریب عوام برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب والا :
آپ عوام ہر چیز کو جانتے ہیں، اس قرار داد کو پیش کرنے کا کوئی مقصد نہیں۔ میں آخر میں اس قرار داد کی مخالفت کرتے ہوئے شاہی نظام کو رائج کرنے کے لئے تجویز پیش کرتا ہوں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی : جناب اسپیکر :
میں اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں جو سردار اپنے علاقوں میں صحیح معنوں میں اچھے ہیں اور انہوں نے اپنے علاقوں کو ترقی دی ہے ان کو ضرور رکھا جائے باقی جن سرداروں نے اپنی قوم کو اندھیرے میں رکھا ہے ان کا خاتمہ کیا جائے اگر جرگہ سسٹم ختم کرنا ہے تو بلوچستان یا ضابطہ قانون کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہاں اسی قانون کو نافذ کیا جائے اور میں مولوی شمس الدین صاحب کی تجویز کی تائید کرتا ہوں کہ قبائلیت کا سوال ذاتیات پر ہے۔ وہ نسلی امتیاز ہے اس لئے میں ان کی تائید کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہوں کہ سرداری نظام کو بالکل ختم کر دیا جائے

میاں سیف اللہ خان پراچہ : جناب اسپیکر : مس فضیلہ عالیانی نے اپنی قرار داد میں سرداروں سے نجات دلانے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات تجویز نہیں کئے ابھی تک ایوان میں صرف سرداروں کے متعلق بات کی گئی ہے لیکن متبادل اقدام تجویز نہیں کئے گئے کہ سرداری، جرگہ سسٹم اور قبائلیت سے کس طرح نجات حاصل ہو سکتی ہے اس سسٹم کے ختم کرنے کے کیا کیا نقصانات اور کیا فوائد ہیں سرداری نظام کو ختم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ مرحلے وار پروگرام طے کیا جانا چاہئے تھا۔ جرگہ سسٹم ایک لاقانون ہے جس کی میں مخالفت کرتا ہوں موجودہ حکومت ایک جانب تو پاکستان کے سرمایہ کاروں کو صوبہ میں سرمایہ لگانے کی دعوت دیتی ہے اور دوسری طرف ایوان میں حزب اقتدار کے ممبران ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جنہوں نے بلوچستان میں پہلے ہی سرمایہ لگایا ہوا ہے سرمایہ دار وہ آدمی ہے جس کے پاس پیسہ ہے اس میں مولوی بھی شامل ہیں جن کے بڑے بڑے باغات ہیں۔ اور سردار بھی شامل ہیں۔ اس قرار داد میں ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ سرداروں کے علاقتی اور مالیہ وصول کرنے کے اختیارات کو کس طرح ختم کیا جائے بلکہ قوانین کس طرح بنائے جائیں۔ جرگہ سسٹم کیونکر ختم ہو۔ ہمارے ہاں جرگہ کے بعض

ایسے ارکان ہوتے ہیں جن کو انگوٹھا تک لگانا نہیں آتا۔ میں بطور انجینئر کے عرض کروں گا کہ بلوچستان میں سوائے سوئی گیس کے بین الاقوامی معیار پر کوئی معدنیات نکلتی ہی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں آخر بلوچستان میں معدنیات ہیں کہاں۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔ میں ایک انجینئر ہوں اور اپنے اٹھارہ سالہ تجربہ کی روشنی میں بتاتا ہوں کہ ہمارے پاس سوائے سوئی گیس کے کوئی قابل ذکر معدنیات نہیں مجھے ابھی متعلقہ وزیر نے اسی ایوان میں میرے ایک سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ بلوچستان میں آٹھ لاکھ ٹن سالانہ کوئلہ اور صرف گیارہ یا بارہ ہزار ٹن ماربل نکلتا ہے۔ بلوچستان سے جو کوئلہ نکلتا ہے۔ وہ گھٹیا قسم کا ہے اور یہاں کے ذخائر کو ترقی دینے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے تاکہ یہاں کی معدنی دولت سے استفادہ کیا جائے بلوچستان میں معدنیات کی دولت کروڑوں سالوں سے تھی۔ اگر یہاں کے لوگ اسے نکالنے کے اہل ہوتے تو بہت پہلے نکال لیتے جن لوگوں نے بلوچستان کی خدمت کی ہے انہیں فراموش کیا جا رہا ہے انہیں انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس صوبہ میں تعلیم و تربیت اور تدریس کے فرائض سرانجام دیئے یہاں کے لوگوں کو تجارت سکھائی اور جمہوریت کے اصول بتائے اچھے شہری بننے میں مدد دی۔ اور اس کا صلہ یہ ملا ہے کہ آج ان کی مذمت کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہماری دولت لوٹ کر لے گئے حالانکہ یہ غلط ہے۔ جن ملازمین کی خدمات دوسرے صوبوں سے مستعار لی گئی ہیں۔ وہ ایک خاص مدت کے لئے آئے ہیں۔ اگر ہماری حکومت انہیں رکھنا نہیں چاہتی تو انہیں واپس کر دیا جائے۔ انہیں بلایا گیا ہے اور وہ ایک خاص مدت کے لئے آئے ہیں۔ ان کی جگہ بلوچستان کے قبائل اور آبادکاروں کو لگایا جائے اور ان کی بلا وجہ مذمت نہ کی جائے۔ یہ لوگ خوشی سے اپنے گھر بار چھوڑ کر نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ملازمت کی وجہ سے ڈیوٹی دینے پر مجبور رہے۔ اس قرارداد میں جان نہیں ہے۔ اس ایوان کو بتایا جائے کہ سرداری سسٹم کو کیونکر ختم کیا جا سکتا ہے پھر ہم ووٹ کریں گے۔

سردار خیر بخش خان مری: مجھے توقع تھی کہ میرے بزرگ ہمیں یہ بتائیں گے کہ سرداری سسٹم آج سب سے بری چیز کیوں ہے۔ سرداری نظام کی مخالفت اس لئے بڑھ گئی ہے کہ لوگوں کو اس نام سے چڑ ہے۔ حالانکہ سرداری نظام کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اس نظام میں، دفاعی، اقتصادی اور معاشرتی زندگی

کی جھلک ہے میں ہمیشہ خان صاحب سے جو کہ میرے بزرگ ہیں، کچھ سیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن انہوں نے چند واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جن کا آپس میں کوئی ربط نہیں تھا۔ انہوں نے مری بگٹی کے علاقے کا ذکر کیا ہے ایسا ذکر کرنے سے قبل ہمیں بلوچ تاریخ کو دیکھنا پڑے گا کیوں کہ ان کا یہ نظام ایک تاریخی عمل کا نتیجہ ہے بلوچوں کی تاریخ میں ہمیشہ قومیت ابھر کر سامنے آئی ہے۔ اس لئے بلوچ قوم کبھی مجموعی طور پر اکٹھی نہیں ہو سکی میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم مری علاقہ ان علاقوں میں سے ہے جس نے Agressor یا Foreigner کے ساتھ ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختلاف رکھا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ذہن میں لبریشن کا جو مادہ ہے اگر اس کی آپ تشریح کرتے تو آپ شاید یہ فرماتے کہ کبھی اس کو زیادہ Extend کیا گیا ہے نہ تو اسے بہتر Define کیا گیا ہے اور نہ ہی اسکو Catagorise کیا گیا ہے بہتر تو یہ تھا کہ یہ بلوچ لبریشن یا ٹرائبل لبریشن کے بارے میں آپ جانتے، ورنہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جب ہم غلام تھے تو ہم ایوب خان کا بھی ساتھ دیتے۔ لیکن ہوتا یوں ہے کہ ہم اس کے ساتھ جھگڑتے ہیں، باقی تمام سرداریجز چند ایک کے اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ انہیں بھی غیر ترقی پسند کہتے ہیں، اور ہمیں بھی، میں پوچھتا ہوں کہ اگر ایسا ہی ہے تو ان دونوں قسم کے سرداروں کے فعل میں یہ تضاد کیوں ہے؟ یہ بات تجزیہ طلب تھی۔ کاش آپ جیسے ساتھی ہم سب کو سمجھانے کی کوشش کرتے، سمجھانے کا یہ کام باہر بھی ہو سکتا تھا لیکن ایوان میں کچھ زیادہ بہتر تھا جس سے لوگ بہتر اثر لیتے تو بات یہ ہے کہ یہاں بہت سارے Comparisons ہیں ممکن ہے میں کوئی Positive Proposal نہیں پیش کر رہا، لیکن پھر بھی یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ لفظ "سرداری" آج کل ایک چڑ سا بنا ہوا ہے لوگوں کو اس سے نفرت ہے لیکن سرداری سسٹم یا سرداری کی کسی نے وضاحت بھی نہیں کی کہ بلوچستان اور پاکستان کے Context میں یہ ہے کیا چیز، اس کی Obnoxious Features کون سے ہیں، اس کی عدلیہ انتظامیہ، اقتصادی ماحول اس کے دفاعی یا فوجی نظام وغیرہ کی کسی نے بھی وضاحت نہیں کی ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ ہر قبیلہ میں فرق ہے اس کی تاریخ، ساخت اور ان کے ماحول میں فرق ہے ان کے افراد کے رویے میں فرق ہے اپنے قبیلے اور عہدیداروں سے جہاں آپ نے مری قبیلہ کو لیا ہے تو اس ضمن میں میرا خیال ہے کہ

آپ نے اس قبیلے کی بدقسمتی سے سٹڈی نہیں کی ہے کہ جب آپ مری کو Generalise کرتے ہیں تو جیسا کہ انسان کی نیچر میں بہت ساری چیزیں ملتی ہیں، مری قبیلہ کی نیچر کیا ہے؟ اس کا مزاج، اقتصادیات Past History تاریخ عسکریت Militency لیگل سسٹم وغیرہ کیسا ہے؟ کاش اس بارے میں آپ کچھ بتاتے۔ میں یہی تصور کر رہا تھا کہ شاید آپ اسی پر روشنی ڈالیں گے لیکن آپ نے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا۔ آپ نے کیا ہے۔ معاف کیجئے: نہ جانے میں یہ غلط کہہ رہا ہوں یہ بار جب بار میں آپ سے مخاطب ہوں۔

اسپیکر صاحب: میں سمجھا کہ میرے ساتھی نے Generalise کیا ہے یہ بھی سیاسی ترقی پسندانہ تقاضوں کے مطابق انٹرویو تھا انہیں چاہیے تھا کہ اس کی زیادہ تفصیل میں جاتے ہر پہلو پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالتے تاکہ باہر کے لوگ اس کو Follow کرتے لیکن سرداری سسٹم کے خلاف محض نفرت نہیں بڑھاتا، بلکہ اس چیز کے خلاف چاہیے، سرمایہ داری ہو، سرداری ہو جاگیرداری ہو خواہ کچھ بھی ہو محض نفرت کی بنا پر نہیں، نفرت اس لئے کہ نہ ایک رکاوٹ ہے، نہ ایک گندی چیز ہے۔ خواہ وہ سرمایہ دار ہو، کارخانہ دار ہو، کچھ بھی ہو بہرحال بری چیز ہے اور ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اس میں کتنی برائی ہے اسے کس طرح درست کیا جائے۔ محض نفرت ہمارے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور محنت کشوں کے درمیان تضادات ہی پیدا کر سکتی ہے تو عرض یہ ہے کہ یہاں وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ اگر سرداری سسٹم کو ہم یوں لیں کہ سرداری سسٹم ایک Entity ہے ایک یونٹ ہے یا قبائلیت ایک Entity ہے، اس کی ایک سیاست ہے ایک تنظیم ہے اس کی ایک انتظامیہ ہے انتظامیہ کے مختلف پہلو ہیں۔ ایک چھوٹا سا قبیلہ ایک بڑی قومیت کا ایک جزو ہے اب ان کی کونسی برائی ہے جسے دور کیا جائے اس پر تفصیل سے جانے کی ضرورت تھی۔ تاکہ ہم اپنے عوام کو بھی سمجھا سکتے اور جو ہمارے بڑے مخالفین ہیں۔ ان کے مقابلے میں آج ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے ان خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے ہم اپنی برائیوں کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اور جو بڑی برائی ہے اس کا مقابلہ پہلے کریں۔ اور اس طرح سے صرف مخالفت کرنے کے بجائے اسے ختم کرنے کی بھی کوشش کریں۔ یہ نہیں کہ سرداری کو چھوڑیں اور دوسروں کی مخالفت کریں۔ میں آج یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ہماری

مخالفت جان بوجھ کر کیجا رہی ہے۔ تاکہ ہم پاکستان کی ترقی کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس میں کامیاب نہ ہو سکیں
اور آپس میں ہی الجھتے رہیں تو ہمارے ہاں بلوچ قومیت میں اتنی واضح حد بندیاں نہیں ہیں۔ میں
بلوچ قومیت کا اس لئے بار بار ذکر کر رہا ہوں کہ میرے نکتہ نظر سے پاکستانی عوام کم از کم دو
مختلف قسم کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ایک قومیتوں کے حقوق کے حصول کے لئے اور ایک طبقاتی
حقوق کے لئے ہمارے ہاں طبقات اتنے واضح نہیں ہیں۔ جیسے کہ دیگر علاقوں میں ہیں۔ اور ہم ایک
دوسرے سے الجھ کر دوسرے علاقوں کی جدوجہد کا ساتھ نہیں دے سکیں گے۔ ہم آپس میں
الجھیں گے لیکن میری مراد یہ بھی نہیں کہ ہم آپس کے اختلاف کو اس طرح بھولیں کہ سرداری کو بیجا
بڑھا دیں۔ اور اس طرح سرداری مزید مضبوط ہو۔ اور جہاں تک سرداری سسٹم میں تبدیلی آنے
کا تعلق ہے۔ اسمیں تبدیلی لائی جائے جہاں ہمارے سرمایہ دار ہیں۔ ان کے وسائل بانٹنے کی
ضرورت ہے۔ ان کو بانٹا جائے۔ یہاں ہم میں اس قسم کی طبقاتی قوتیں موجود نہیں جن کو اگر
آج لڑایا جائے اور اس لڑائی کے ساتھ ساتھ اگلے لڑائی کے لئے بھی سیاسی پرچار کیا جائے
تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے فائدہ مند نہیں۔ بلکہ نقصان دہ ہے۔ یہاں بغیر سمجھنے کے یہ کہنا کہ
سردار برا ہے سردار میں برائیاں ہیں۔ معاف کیجئے مجھے بدقسمتی سے بار بار سردار کا لفظ کہنا پڑتا ہے
اس سے میرے ساتھی شاید یہ سمجھیں کہ چونکہ میں سردار ہوں۔ اس لئے مجھے سرداری سے کوئی عشق ہے مجھے کسی چیز سے
نہ زیادہ عشق ہے اور نہ ہی زیادہ نفرت کہ بھئی خواہ مخواہ فلاں سسٹم ختم کیا جائے۔
میرے ساتھی جو کہ سکول میں بھی میرے ساتھ پڑھتے رہے اور یہ ساتھی چونکہ سرمایہ دار ہیں۔ اس
لئے اگر میں کہوں کہ سرمایہ داری کو ختم نہ کیا جائے اور میں بھی چونکہ پیدائشی سردار ہوں مجھے اس
سے محبت ہے۔ اسے بھی ختم نہ کیا جائے تو یہ ٹھیک نہیں میں سمجھتا ہوں مرض جس قسم کا ہو جس سطح
پہ ہو اور جو مشکلات ہوں ان کا علاج ویسے اپنے وسائل اور حالات کے مطابق کیا جائے۔ سرداری
اور سرداری سسٹم کے بارے میں، میں یہ نہ سمجھ سکا کہ جب وہ اس کے بارے میں بات کرتے ہیں تو
سردار کی تنخواہ کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ ان کے قبائل کے بارے میں بات کرتے ہیں یا ان کی حیثیت
کے بارے میں رجز جرگہ میں ہے، حالانکہ قبائل کا سردار بھی اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کا محتاج
ہے۔ میں اپنے ساتھی کو جانتا ہوں کہ جو سردار کی اتنی مخالفت کرتے ہیں خود بھی "بادشاہ ہوں" کی

تائید کرتے ہیں، یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بادشاہت کی تو تائید کی جائے اور سرداری کی مخالفت !! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے، کہ مجھے ان سے ذاتی چڑ نہیں ہے۔ لیکن الفاظ سے شاید یہ ظاہر ہوتا ہوگا کہ میں ذاتی چڑ کا مظاہرہ کر رہا ہوں مجھے ان کی فلاسفی سمجھ میں نہیں آئی یہ کہ باہر کے ملک کے بادشاہ کو بھی یہ کہنا کہ وہ ان لوگوں کا بھی بادشاہ ہے جو دوسرے ملک میں رہتے ہیں۔ تو یہ بھی عجیب بات ہے کہ باہر کا بادشاہ پاکستان کے لوگوں کا بھی بادشاہ ہو سکتا ہے۔ اور ایک سردار ایسی بری چیز ہے جس کی برائیاں وضاحت سے بیان کی جا رہی ہیں۔ اگر آپ ایک قوم کو آپس میں متحد کرنے کے بجائے منتشر کریں گے اور انہیں ایسی جنگ میں الجھائیں گے جس کے بعد وہ کسی بڑی جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم و ملک کی خدمت نہیں ہے۔ اب یہاں میں نے دیکھا ہے کہ دو تین سردار و سرداری سسٹم یا جرگہ سسٹم کے وارث بن جاتے ہیں۔ سوداریت کو بھی تقریباً اسی طرح Catagorise کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ان الفاظ میں کہ صاحب وہ بڑے چھوٹے صاحب ہیں۔ بھئی: بڑے چھوٹے صاحب جو ہیں اس سے مراد کیا ہے۔ کون کسی کا دشمن ہے بڑے چھوٹے ضرور ہوں گے۔ لیکن دوست اور دشمن بھی کسی مقصد سے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بڑا صاحب اچھے مقصد کا دوست ہو اور چھوٹے صاحب گندے مقصد کا ساتھی۔ ہو تو اس چھوٹے صاحب کو اس لئے بخشا نہیں جا سکتا کہ وہ بڑے صاحب نہیں ہیں۔ اور اس کو شاید پہلے ہی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اور میں یہ دلچسپی کی خاطر کہوں گا۔ کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ ہمارے ایک سرمایہ دار کو بھی کچھ لوگ رات کے اندھیرے میں کچھ پیشکش کرنے کیلئے آئے تھے۔ سودے بازی کرنے آئے تھے۔ یہاں پر ہم سب موجود ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے گلہ بھی مجھے ہی دیا ہے۔ تو میں اس کی وضاحت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ساتھی یہ بتائیں کہ ہم کیا پیشکش لے کر آئے تھے ! ایسی سازشیں جو ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے گواہ اور اس کے پوچھنے والے آپ خود ہیں۔ ان سے پوچھنے کہ بھئی ! ہم نے کوئی سازش کی ہے ؟ ان کو ایسی قیمت جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ دی ہے جس سے وہ راضی نہ ہو سکے۔ یہ اچھے ہیں، اور ہم برے ہیں۔ جو کہ قیمت دیتے ہیں اور اس کے باوجود وہ ہمارے طرفدار نہیں بنتے ہیں تو اس کے گواہ اور پوچھنے والے ایوان کے سامنے یا باہر کہیں جا کر فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ بھئی جو رات کے اندھیرے میں ایک روز گیا ہے ان سے اتنا جرم کیا ہے اور جو نفرت

جاتا ہے۔ وہ کیا کرتا ہے۔؟

مسٹر اسپیکر :۔ بیس منٹ کے لیے اس ہاؤس کی کارروائی ملتوی کیجاتی ہے۔

(گیارہ بجے اسمبلی کی کارروائی زیر صدارت مولوی محمد شمس الدین صاحب ڈپٹی اسپیکر شروع ہوئی)

جام غلام قادر خان :۔ جناب ڈپٹی اسپیکر کورم نہیں ہے۔ اسمبلی کی کارروائی ملتوی ہونا چاہیے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :۔ (سیکرٹری صاحب سے مخاطب ہوکر) آپ شمار کریں سیکرٹری شمار کرتے ہیں)

چونکہ صرف تین ارکان موجود ہیں۔ اور کورم پورا نہیں ہے۔ اس لیے قاعدہ کے مطابق پانچ منٹ کے لیے کورم کی گھنٹی بجائی جائے۔

(پانچ منٹ تک کورم کی گھنٹی بجنے کے بعد)

چونکہ اب بھی کورم پورا نہیں ہے۔ اس لیے اسمبلی کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(گیارہ بجکر پچیس منٹ پر ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں پھر کارروائی شروع ہوئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :۔ چونکہ اس وقت ہاؤس میں کوئی ممبر موجود نہیں ہے۔ اس لیے اسمبلی کا اجلاس کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ۱۹ جون ۱۹۷۲ء چھ بجے شام تک کیلیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس ۱۹ جون ۱۹۷۲ء چھ بجے شام تک کیلیے ملتوی ہوگیا)

غیر نشان زدہ سوال نمبر ۲

(حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۵)

۲۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ :۔ کیا وزیر قانون مہربانی کرکے بتائینگے کہ :۔

(ا) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کوئٹہ میونسپلٹی کی اس عمارت میں قائم کی گئی ہے جسے ٹاؤن ہال کہتے ہیں ؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت بلوچستان اس عمارت کا کرایہ کوئٹہ میونسپلٹی کو ادا کریگی ؟

(ج) اس عمارت کا ماہوار کرایہ جو حکومت اور کوئٹہ میونسپلٹی کے مابین طے ہوا ہے ۔ کیا ہے ؟

(د) کیا حکومت کا ارادہ ہے کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے لئے ایک نئی عمارت تعمیر کرے ؟

جواب

(ا) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) اس عمارت کا ماہوار کرایہ ۲۱۱۰/- روپے ہے جو محکمہ تعمیرات کے اندازے کے مطابق مقرر کیا گیا ہے ۔

(د) صوبہ بلوچستان کی تشکیل کے بعد صوبائی اسمبلی کے لئے نئی عمارت تعمیر کرنیکا سوال زیر غور آیا ۔ لیکن بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ سوال فی الحال ملتوی کیا جائے تا وقتیکہ عوامی نمائندے زمام اقتدار سنبھالیں اور اس معاملے پر خود فیصلہ کریں ۔ لہذا وقتی طور پر میونسپلٹی کے عمارت کو صوبائی اسمبلی کے طور پر استعمال کرنیکا فیصلہ کیا گیا ۔